ہفت روزہ

خدام الدین
لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۶ اپریل ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ الْيَهُوْدَ جَاءُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهٗ اَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَاَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُوْنَ فِى التَّوْرٰىةِ فِىْ شَاْنِ الرَّجْمِ قَالُوْا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ اِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَنَشَرُوْهَا فَوَضَعَ اَحَدُهُمْ يَدَهٗ عَلٰى اٰيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَاَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ اِرْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ فَاِذَا فِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوْا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ فَاَمَرَ بِهِمَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ اِرْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ فَاِذَا اٰيَةُ الرَّجْمِ تَلُوْحُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ فِيْهَا اٰيَةَ الرَّجْمِ وَلٰكِنَّنَا نَتَكَاتَمُهٗ بَيْنَنَا فَاَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا۔

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ یہود کی ایک جماعت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ان کی قوم میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا توراۃ میں رجم کی بابت کیا لکھا ہے انہوں نے عرض کیا ہم زنا کرنے والوں کو ذلیل و رسوا کرتے ہیں اور ان کو دُرّے لگائے جاتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام نے کہا تم جھوٹے ہو توراۃ لاؤ اس میں بھی رجم کا حکم ہے چنانچہ وہ توراۃ لائے اور ان میں سے ایک شخص توراۃ لانے والے نے آیت رجم پر ہاتھ رکھ کر اس کو چھپا لیا اور آگے پیچھے کی آیتوں کو پڑھتا رہا۔ عبداللہ بن سلامؓ نے کہا اپنا ہاتھ ہٹا۔ دیکھا تو وہاں رجم کی آیت موجود تھی۔ یہود نے کہا۔ عبداللہ بن سلامؓ نے سچ کہا اس میں رجم کی آیت موجود ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں زانیوں کو رجم کا حکم دیا۔ اور ان کو سنگسار کیا گیا۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ عبداللہ بن سلامؓ نے کہا اپنا ہاتھ ہٹا۔ اس نے اپنا ہاتھ ہٹایا تو وہاں رجم کی آیت موجود تھی۔ ہاتھ رکھنے والے نے کہا۔ محمدؐ! تورات میں رجم کی آیت موجود ہے۔ لیکن ہم اس کو چھپاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو سنگساری کا حکم دے دیا اور ان کو سنگسار کر دیا گیا

(بخاری ومسلم)

•

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُذُوْا عَنِّىْ خُذُوْا عَنِّىْ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ۔

ترجمہ:۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھ سے (زانی و زانیہ کی بابت) حکم حاصل کر لو (ہاں) مجھ سے (ان کی بابت) حکم لے لو —— خداوند تعالےٰ نے عورتوں کے لئے ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے۔ کنواری عورت اگر کنوارے مرد سے زنا کرے تو اس کے سو دُرّے لگائے جائیں اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے اور شادی شدہ مرد اگر شادی شدہ عورت سے زنا کرے تو سو کوڑے مارے جائیں اور سنگسار کیا جائے۔ (دونوں کو) (مسلم)

•

عَنْ عُمَرَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰيَةُ الرَّجْمِ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ وَالرَّجْمُ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى اِذَا اَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ اَوْ كَانَ الْحَمْلُ اَوِ الْاِعْتِرَافُ۔ متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ خداوند تعالےٰ نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اور ان پر اپنی کتاب نازل کی ہے اور خداوند تعالےٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان میں سنگساری کی آیت بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم (سنگساری) کیا ہے۔ اور آپؐ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا ہے اور رجم خدا کی کتاب میں مقرر ہے اس شخص پر جو زنا کرے اور وہ غیر شادی شدہ ہو خواہ مرد ہو یا عورت جبکہ شاہد موجود ہوں یا حمل پایا جائے یا جرم کا اعتراف۔

•

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُ فِيْمَنْ زَنٰى وَلَمْ يُحْصِنْ فَجَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ۔ بخاری

ترجمہ:۔ حضرت زید بن خالدؓ کہتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر شادی شدہ زانی کے لئے یہ حکم دیتے سنا ہے کہ اس کو سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے

•

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقِيْلُوْا ذَوِى الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ اِلَّا الْحُدُوْدَ

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے باعفت لوگوں کی خطاؤں (یعنی بھول چوک) کو معاف کر دیا کرو لیکن شرعی حدود کو معاف نہ کرو۔ (ابوداؤد)

•

شرح چندہ بیرونی ممالک
(۱) سعودی عرب (۲) کویت (۳) ایران (۴) افریقہ
(۵) ملایا (۶) انگلینڈ (۷) ہانگ کانگ وغیرہ کیلئے
عام ڈاک سے ۸۷ پیسے ، ۱۸ روپے
ہوائی ڈاک سے ۵۳ روپے
امریکہ عام ڈاک سے ۲۴ روپے
ہوائی ڈاک سے ۸۰، ۸۲ روپے

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
فون — ۶۷۵۴۵

شرح چندہ
پاکستان ہندوستان میں
سالانہ چندہ ——— ۱۱ روپے
ششماہی ——— ۶ روپے
سہ ماہی ——— ۳ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۸ | یکم ذوالحجہ سنہ ۱۳۸۲ھ (مطابق) ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۶۳ء | شمارہ ۵۱

عرب اتحاد اور پاکستان

مشرق وسطیٰ کے مسلمان عرب ممالک میں آئے دن انقلابات کو عام نقطۂ نگاہ سے نیک شگون قرار نہیں دیا جاتا تھا لیکن "خدام الدین" کی یہ سوچی سمجھی ہوئی رائے تھی کہ اگر ان کے پس منظر پر غور کیا جائے اور وسعتِ نظر سے تمام صورتِ حالات کا جائزہ لیا جائے تو دنیا دیکھ لے گی کہ یہی انقلابات سیاسی عدم استحکام کے باوجود ایک دن عربوں کی مکمل خود مختاری اور ان میں کامل اتحاد و اتفاق کا پیش خیمہ ثابت ہوں گے — بحمد اللہ تعالیٰ ہماری پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی اور حالات و واقعات کا موجودہ نقشہ شہادت دے رہا ہے کہ فوجی انقلابات مشرق وسطیٰ میں وسیع تر عرب برادری کا پیش خیمہ بنتے چلے جا رہے ہیں —

اخبارات کی تازہ خبروں کے مطابق مصر و شام اور عراق کے مابین وفاق کے قیام کے سمجھوتے پر تینوں ممالک کے سربراہوں کے دستخط ثبت ہو چکے ہیں اور طے یہ پایا ہے کہ نئی متحدہ عرب جمہوریہ کی فیڈریل گورنمنٹ کا دارالحکومت قاہرہ ہوگا اور وہ امورِ خارجہ اقتصادیات، مالیات اور دفاع کی ذمہ دار ہوگی —

بہر حال مصر، شام اور عراق کا اتحاد عرب اتحاد کی طرف ایک نہایت ہی مثبت اور دُور رس نتائج کا حامل اقدام ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس وفاق کو کامیاب بنائیں اور نہ صرف اسے ہی کامیابی کی منزل سے ہمکنار کریں۔ بلکہ یمن، اُردن، سعودی عرب اور الجزائر وغیرہ ممالک کو بھی توفیق عطا فرمائیں کہ وہ اس وفاق میں شریک ہو کر عرب اتحاد کی عظمت کو چار چاند لگائیں اور اس طرح عرب عوام کے اتحاد کا خواب اپنی مکمل صورت میں پورا ہو —

اگرچہ تجربہ یہ بتاتا ہے کہ عرب ممالک کسی دور میں بھی متحد ہو کر نہیں رہے اور ان کا تلوّن انہیں کسی ایک مقام پر کھڑا نہ رکھ سکا تاہم موجودہ حالات کے جدید تقاضوں، استعماری طاقتوں کی سازشوں اور زمانے کی گردشوں نے اتحاد کی اہمیت واضح کر دی ہے۔ اگر صدر ناصر اس نازک مرحلہ پر اپنی حکمت عملی اور ایثار سے اس خواب کو شرمندۂ تعبیر بنا سکے تو یہ ان کا نہایت ہی عظیم کارنامہ ہوگا اور اس کی حیثیت کسی طرح بھی نہر سویز کو قومی ملکیت میں لینے کے کارنامے سے کم نہ ہوگی —— خدا کرے کہ یہ عظیم کام ان کے بالفعل پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر وہ اس خدمت کو سرانجام دے سکے تو نہ صرف یہ کہ عربوں کی سیاست کا رُخ بدل جائے گا بلکہ عالمی سیاست بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے گی اس کا فوری نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک طرف تو اسرائیلی حکومت سر پیٹ کر رہ جائے گی اور دوسری طرف مغربی سامراج کی ناکامی پر مہر لگ جائے گی۔

عربی اخبارات اور عوام نے عرب یونین کا پرجوش خیر مقدم کیا ہے اور توقع پیدا ہو گئی ہے کہ یمن، کویت اور الجزائر بھی جلد ہی اس وفاق سے وابستہ ہو جائیں گے۔ تازہ اطلاعات کے مطابق تو اُردن اور سعودی عرب نے بھی وفاق سے دلچسپی لینا شروع کر دی ہے اور انشاء اللہ العزیز وہ دن دور نہیں کہ جب یہ دونوں ممالک شاہی نظام حکومت رکھنے کے باوجود عرب اتحاد کی ضرورت محسوس کرنے پر مجبور ہو جائیں گے —— لیکن اب بھی جہاں تک ان کے عوام کا تعلق ہے وہ رہنمائی کے لئے قاہرہ کی طرف ہی دیکھتے ہیں ان کے دل صدر ناصر کے ساتھ ہیں ہماری دلی تمنا ہے اور ہم بارگاہِ رب العزت میں دست بدعا ہیں کہ ان کی عرب اتحاد کی تحریک پوری طرح کامیاب ہو۔

قارئین خدام الدین خوب جانتے ہیں کہ ہماری خواہش شروع سے یہی ہے کہ نہ صرف عرب ممالک ایک دوسرے سے متحد ہوں بلکہ تمام اسلامی ممالک آپس میں شیر و شکر ہو کر ایک نئے بلاک کی داغ بیل ڈالیں اور عالمی مسائل میں طاقت کا توازن اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس سلسلے میں کوئی عملی اقدام نہیں کیا گیا — پاکستان جو دنیا میں سب سے بڑی اسلامی مملکت ہے اور جس کا فریضہ تھا کہ وہ اسلامی ملکوں کو متحد کرنے کی تحریک چلاتا۔ اُس نے بھی اس معاملہ میں کوئی سرگرمی نہیں دکھائی اور نہ ہی کوئی عملی قدم اُٹھایا۔ بلکہ بدقسمتی سے ہماری گزشتہ حکومتوں نے عربوں کے معاملہ میں سخت کوتاہ نگاہی سے کام لیا اور دور اندیشی کے فقدان کا ثبوت دیا ہے —— صدر ایوب کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد وہ پہلا سا عناد تو نہیں رہا لیکن شکوک و شبہات اور مغائرت بدستور قائم ہے —— سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم امریکہ سے دوستی کی پینگیں بڑھا سکتے ہیں، چین سے سرحدی سمجھوتہ کے لئے تگ و دو کر سکتے ہیں لیکن اپنے ہمسایہ علاقے کے مسلمان ممالک سے اسلامی اخوت کا رشتہ ہونے کے باوجود کیوں پیمان وفا نہیں باندھ سکتے — اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان نے خارجہ حکمت عملی میں چین سے سرحدی سمجھوتہ کر کے پہلا حقیقت پسندانہ قدم اٹھایا ہے لیکن کیا اسلام دوستی، اخوتِ اسلامی عافیت کیشی اور عالمی سیاسیات میں خصوصی اتحاد کے حصول یہ سب اس امر کے متقضی نہ تھے کہ ہم مسلم مشرق وسطیٰ سے گہرے اور مضبوط تعلقات قائم کریں

اس وقت صدر ناصر کی تحریک اتحاد پر دنیا کی نظریں مرکوز ہیں اور اگر تمام مسلم مشرق وسطیٰ ایک ہو جائے جیسے کہ مصر، شام اور عراق ایک ہو گئے ہیں تو وہ سیاسی طور پر ایک عظیم طاقت بن سکتا ہے اور اگر پاکستان دوسرے ارکانِ طاقت کا مرتبہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے بھی اس کے سوا...... اور کوئی چارۂ کار نہیں کہ وہ عرب ملکوں سے یک جان دو قالب ہو جائے اور دوسرے اسلامی ممالک سے بھی اتحاد و یگانگت کا رشتہ استوار کرے —— بھارت کی ہمسری بھی یہ اسی صورت میں کر سکتا ہے اور دوسرے ممالک کی نگاہوں میں بھی یہ اسی طرح محترم ہو سکتا ہے —— خدا کرے کہ ہم اس بنیادی نکتہ کو سمجھ سکیں اور اس کے لئے سر توڑ جد و جہد کریں —— علمبرداران اسلام اگر اپنے دینی اتحاد کے رشتہ کو پہچان لیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ایک آزاد مسلم وجود قائم نہ ہو سکے ——

خطبہ یوم الجمعہ ۲۴؍ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ ۱۹؍اپریل ۱۹۶۳ء

گذشتہ اُمّتوں کے جرائم اور عذاب الٰہی کی مختلف صورتیں

از جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ امثال عبرت کے لئے ہوا کرتی ہیں یعنی اللہ تعالےٰ پہلی امتوں کے حالات آپ کی امت کو عبرت حاصل کرنے کے لئے سُناتے ہیں۔ اسی خیال سے آج یعنی گزشتہ اُمتوں کے جرائم اور انہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو سزائیں ملی ہیں وہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ شاید اللہ تعالےٰ کے کچھ بندے عبرت حاصل کر کے گناہوں سے تائب ہو جائیں اور ان کی ہدایت ہماری نجات کا ذریعہ بن جائے۔

سب سے پہلی مجرم قوم

سب سے پہلی مجرم قوم حضرت نوح علیہ السلام کی ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کے ساڑھے نو سو برس تبلیغ و اصلاح کی دن رات کوشش کرنے کے باوجود اصلاح پذیر نہیں ہوئی بالآخر اللہ تعالےٰ نے اسے غرق کر دیا۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۚ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۙ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۚ

(رکوع ۶ پارہ ۱۹)

ترجمہ! نوحؑ کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب اُن کے بھائی نوحؑ نے کہا۔ کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔

نتیجہ

ساڑھے نو سو سال کے جھگڑے کے بعد نتیجہ یہ نکلا

فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۚ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ۚ

سورۃ الشعراء رکوع ۶ پ ۱۹

ترجمہ! پھر ہم نے اُسے اور جو اس کے ساتھ بھری کشتی میں تھے بچالیا پھر ہم نے اس کے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔

فہرست جرائم

(۱) نوح علیہ السلام کی قوم کا پہلا جرم شرک تھا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ ۙ أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ ۝ سورہ ہود رکوع ۳ پ ۱۲

ترجمہ:۔ اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا بے شک میں تمہیں صاف ڈرانے والا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ بے شک میں تم پر دردناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں

بُت پرستی

(۲) وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَنْ لَمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا ۚ وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا ۚ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۚ (سورہ نوح رکوع ۲ پ ۲۹)

ترجمہ! نوحؑ نے کہا اے میرے رب بے شک انہوں نے میرا کہا نہ مانا اور اس کو مانا جس کو اس کے مال اور اولاد نے نقصان کے سوا کچھ بھی فائدہ نہ دیا۔ اور انہوں نے بڑی زبردست چال چلی اور کہا تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑو، اور نہ ودّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو چھوڑو۔

تفسیر

آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک سولہ سو پچاس برس کے عرصہ میں جو دس پشتیں پیدا ہوئیں ان کے سب لوگ نیک خدا پرست، شرک سے پاک تھے اور اپنے اپنے زمانہ کے پیغمبروں کے بتائے ہوئے عبادات کے طریق تعلیم کے پابند تھے۔ تفاسیر، تاریخ ابن اثیر، ابن عساکر میں ہے۔ کہ نوح علیہ السلام کی پیدائش کے بعد لوگ اپنے فوت شدہ بزرگوں کے مجسمے (بت) بنا کر پوجنے لگے اور ان سے مرادیں مانگنے لگے۔ بلکہ وفات یافتہ بزرگوں کی ایسی عزت کرنے لگے۔ جس طرح سے خدا کی کرتے تھے اور زنا کاری کا زور ہونے لگا۔ زمین پر انسان کی برائی بڑھ گئی۔

نوح علیہ السلام کی بعثت

اس وجہ سے اللہ تعالےٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ تاکہ انہیں شرک بت پرستی سے ہٹا کر پھر اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر لائیں تاکہ وہ اسی کی عبادت کریں۔ اسی کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھیں مگر ان لوگوں کی بد قسمتی بجز معدودے چند افراد کے شرک و بت پرستی میں مبتلا رہے۔ بالآخر نوح علیہ السلام نے تنگ آکر اُن کے حق میں بد دعا کی۔

کشتی بنانے کا حکم

اللہ تعالےٰ نے نوح علیہ السلام سے فرمایا کہ میں کل انسانوں کو معہ کل جان داروں کے جو خشکی پر بستے ہیں نیست و نابود کرنے والا ہوں، صرف تم کو اور تمہارے اہل کو اور ان کو جو تم پر ایمان لائے ہیں اور ہر جاندار میں سے ایک ایک جوڑے کو ایک کشتی کے ذریعہ بچا لوں گا

تمسخر

(۳) حضرت نوح علیہ السلام جب اللہ تعالےٰ کے حکم سے کشتی بنا رہے تھے تو آپ کی قوم کے کافر سردار آپ کا ان الفاظ میں مذاق اڑاتے تھے۔

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ قف وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ط

(سورہ ھود پ ۱۲ ع ۴)

ترجمہ:۔ اور وہ کشتی بناتے تھے اور جب اُس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے اس سے ہنسی کرتے فرماتے اگر تم ہم پر ہنستے ہو تو ہم بھی تم پر ہنسیں گے جیسا تم ہنستے ہو۔

کشتی مکمل ہونے کے بعد

اللہ تعالےٰ نے زمین کی سوتیں کھول دیں اور آسمان سے پانی برسایا۔ تقریباً پانچ ماہ تک پانی کی زمین پر باڑھ رہی اور پانی زمین پر بے انتہا بڑھ گیا اور سب اونچے پہاڑ جو آسمان کے نیچے ہیں پندرہ ہاتھ پانی ان کے اوپر چڑھ گیا۔ اور ہر ایک جاندار جو خشکی پر تھا۔ اور کل انسان مر گئے اور سات ماہ بعد جودی دار (ارانند) پہاڑ پر کشتی ٹک گئی۔

وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ ۖ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

(سورہ ھود رکوع ۴ پ ۱۲)

ترجمہ! اور حکم آیا اے زمین اپنا پانی نگل جا۔ اور اے آسمان تھم جا اور پانی سکھا دیا گیا۔ اور کام ہو چکا اور کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری اور کہہ دیا گیا کہ ظالموں پر پھٹکار رہے۔

بربادی کے تین سبب

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی بربادی کے تین سبب ہوئے۔ پہلا شرک کہ جو تعلق اللہ تعالےٰ سے رکھنا چاہیئے تھا۔ وہ انہوں نے اپنے بزرگوں (ودّ سواع یغوث، یعوق، نسر) سے رکھا۔ دوسرا بت پرستی ــــ

تیسرا پیغمبر خدا پر جھٹا ——

مسلمانوں میں بھی

اگر غور سے دیکھا جائے تو مسلمانوں میں بھی کم و بیش یہ خرابیاں پائی جاتی ہیں جو تعلق اللہ سے رکھنا چاہیئے وہی تعلق اگر غیر اللہ سے رکھا جائے تو شرک ہو جاتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالٰے کے سوا کسی دوسرے کو حاجت روا اور مشکل کشا تصور کیا جائے اپنے نفع و نقصان کا مالک خیال کیا جائے یا اولاد دینے یا نہ دینے کا اختیار اللہ تعالٰے کے سوا کسی اور کے قبضہ میں سمجھا جائے ۔ اللہ تعالٰے سب مسلمانوں کو ان اعتقادات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور فقط اللہ جل شانہ ہی کو زندگی کے ہر معاملہ میں اپنے متعلق مختار کل ماننے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یا الہ العالمین

دوسری مجرم قوم

قوم عاد :- حضرت نوح علیہ السلام کا پڑپوتا عادؑ بن ارم تھا۔ اس کی نسل سے ایک بڑی شہ زور صاحب حکومت قوم پیدا ہوئی جس کو عاد والے کہتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام سے اس قوم تک مسلسل خالص دین قائم رہا۔ مگر اس قوم کو جب انتہائی عروج کا زمانہ نصیب ہوا تو یہ بگڑنے لگے ۔ سب سے پہلے انہوں نے یہ خرابی کی کہ جو نیک اور بزرگ آدمی مرتا تھا تو یہ اس کے ہم شکل مجسمہ (بُت) بطور یادگار تیار کرا لیتے تھے پھر آخر ایسا کرنے لگے کہ ان مجسموں سے اپنی مرادیں مانگتے تھے۔ اور بزرگوں اور بادشاہوں کی قبروں پر بڑی عالی شان عمارتیں تعمیر کراتے تھے اور ان سے مرادیں مانگتے تھے ۔ جب ان میں یہ مشرکانہ عادتیں جڑ پکڑ گئیں ۔ تو حضرت ہود علیہ السلام ان ہی میں سے ان کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝ (سورہ ہود رکوع ۵ پ ۱۲)

ترجمہ :۔ اور عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا فرمایا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارے واسطے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ۔ سوائے اس کے نہیں کہ تم جھوٹ باندھنے والے ہو ——

قوم عاد کا پہلا جرم

توحید کے مخالف ، شرک میں مبتلا ، اللہ تعالٰے کا دروازہ چھوڑ کر اولیائے کرام کے مزارات پر جا کر مرادیں مانگتے تھے ۔

عبرت

مسلمان اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہیں قوم عاد کی سی غلطی میں تو مبتلا نہیں ہیں ——

برادرانِ اسلام

اولیائے کرام کا ادب یہ ہے کہ اللہ تعالٰے ان کے طریقہ پر قائم رہنے کی توفیق دے ۔ جس طرح اُن کا اُٹھنا بیٹھنا ، کھانا ، پینا ، جاگنا ، سونا ۔ کسی سے دشمنی یا دوستی رکھنا سب اللہ تعالٰے کی رضا کے ماتحت اور اس کے نازل کردہ ضابطہ آسمانی کے ماتحت ہوتا تھا ۔ اسی طرح ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ اولیائے کرام نے یہ تو نہیں سکھایا تھا کہ ہماری قبروں پر آکر سجدے کرنا ، منتیں ماننا چڑھاوے چڑھانا اور ہماری قبروں پر ریشمی غلاف چڑھانا ، عرس کرنا ، طبلے بجانا ، بازاری عورتوں کو عرس کے موقعہ پر سلام کے لئے بلانا اور ہمیں ان کے گانے سنانا اور جب وہ بازاری عورت گانا گائے تو اس کے پیچھے ہارمونیم والے کو بٹھا دینا وہ ہارمونیم بجائے اور بازاری عورت گانا گائے ۔ تب ہم بڑے ہی خوش ہوں گے —— (نعوذ باللہ من ذالک الطغیان)

دُعا

اے اللہ ! مسلمانوں کو انبیاء علیہم السلام بالخصوص سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما ۔ اور انہیں معذب قوموں مثلاً قوم نوحؑ اور قوم ہودؑ کے غلط طریقوں سے ہٹا —— آمین یا الہ العالمین ——

دوسرا جرم

اَتَبْنُوْنَ بِکُلِّ رِیْعٍ اٰیَۃً تَعْبَثُوْنَ ——

(سورۃ الشعراء ع ۷ پ ۱۹)

ترجمہ ! کیا تم ہر اونچی زمین پر کھیلنے کے لئے ... ایک نشان بناتے ہو ——

تفصیل

ان لوگوں کو اس بات کا بڑا شوق تھا کہ اونچے مضبوط منارے بنائیں حالانکہ وہ کسی کام نہیں آتے تھے انہیں فقط اپنی ناموری مطلوب ہوتی تھی ۔ اس کی مثال بقول شخصے ایسی ہے ۔ ؎

مال حلال بود بجائے حرام رفت

تیسرا جرم

وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّکُمْ تَخْلُدُوْنَ ج

(سورۃ الشعراء ع ۷ پ ۱۹)

ترجمہ:۔ اور بڑے بڑے محل بناتے ہو شاید کہ تم ہمیشہ رہو گے ۔

رہنے کی عمارتیں بھی بڑے تکلف کی بناتے تھے ۔ مال ضائع کرتے تھے ۔ ان میں بڑی کاریگریاں دکھاتے تھے ۔ گویا یہ سمجھتے تھے کہ ہمیشہ یہیں رہنا ہے اور یہ یادگاریں اور عمارتیں کبھی برباد نہ ہوں گی بڑی بڑی کوٹھیاں اور سینما ہال و سٹیڈیم بنوانے والوں کو قوم عاد کی تباہی سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے کہ وہ قوم اللہ تعالٰے کی یاد نہ کرنے اور پیغمبر وقت کا حکم نہ ماننے اور اس کے نقش قدم پر نہ چلنے اور خدا تعالیٰ کا دیا ہوا مال عالی شان عمارتوں کے بنانے میں میں صرف کرنے کے باعث ہی تو تباہ ہوئی تھی

برادران اسلام ! انہیں چاہیئے تو یہ تھا کہ بقدر ضرورت زندگی بسر کرنے کے لئے مکان بنا لیتے باقی مال اللہ تعالٰے کی راہ میں خرچ کر کے آخرت کا گھر بنا لیتے ——

عزت اللہ کے ہاتھ میں ہے

میرے بھائیو ! عزت فقط اللہ کے قبضے میں ہے جسے چاہے دے ۔ جس سے چاہے دُکر واپس لے لے ۔ خدا سے ڈرو اور اس سے پوچھ کر مال خرچ کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں بھی قوم عاد کے ساتھ شامل کر دیا جائے

چوتھا جرم

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ (سورۃ الشعراء رکوع ۷ پ ۱۹) ۔

ترجمہ ! اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو بڑی سختی سے پکڑتے ہو ——

تفسیر

یعنی ظلم و ستم سے زیر دستوں اور کمزوروں کو تنگ کر رکھا ہے ۔ گویا انصاف اور نرمی کا سبق ہی نہیں پڑھا ۔ خدا کی ضعیف مخلوق کو جبر و تعدی کا تختۂ مشق بنا رکھا ہے ۔ سو اللہ سے ڈرو ظلم اور تکبر سے باز آؤ ۔ اور میری بات مانو ——

عبرت

پاکستان بننے کے بعد اکثر مسلمانوں کے اخلاق گر گئے ہیں ۔ اور جو قوم عاد میں کمزوروں پر تشدد اور ظلم کا رواج تھا ۔ آج بعینہ وہ نقشہ پاکستان میں نظر آتا ہے ۔ اللہ تعالٰے مسلمانوں کو اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

قوم عاد پر عذاب الٰہی

وَاَمَّا عَادٌ فَاُھْلِکُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَۃٍ ۝ سَخَّرَھَا عَلَیْھِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّثَمٰنِیَۃَ اَیَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَی الْقَوْمَ فِیْھَا صَرْعٰی کَاَنَّھُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَۃٍ ۝ فَھَلْ تَرٰی لَھُمْ مِّنْ بَاقِیَۃٍ ۝ ——

(سورۃ الحاقۃ ع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ :۔ اور جو عاد تھے پس ہوائے تند حد سے نکل جانے والی کے ساتھ ہلاک کئے گئے اس طوفانی ہوا کو ان کے اوپر سات رات اور آٹھ دن لگا دیا گیا ۔ تند و تیز جڑ کاٹنے والی ۔ پس تو اس قوم کو کھجور کی کھوکھلی لکڑیوں کی طرح گری ہوئی دیکھتا ۔ پس کیا تو ان میں سے کوئی باقی دیکھتا ہے ؟

باقی صفحہ ۶ پر

مجلسِ ذکر ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۸۲ھ بروز جمعرات ۱۸ر اپریل ۱۹۶۳ء

تصوف، تزکیہ کی ضرورت

جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ العالی

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِھًا مَّثَانِیَ ۝ تَقْشَعِرُّ مِنْہُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ ج ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُھُمْ وَقُلُوْبُھُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ ط ذٰلِکَ ھُدَی اللّٰہِ یَھْدِیْ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ ھَادٍ ۝ (سورہ زمر رکوع ۳ پ ۲۳)

ترجمہ: اللہ ہی بہترین کلام نازل کیا ہے۔ یعنی کتاب باہم ملتی جلتی ہے (اس کی آیات) دہرائی جاتی ہیں۔ جس سے خدا ترس لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کی کھالیں نرم ہو جاتی ہیں اور دل یاد الٰہی کی طرف راغب ہوتے ہیں یہی اللہ کی ہدایت ہے۔ اس کے ذریعہ سے جسے چاہے راہ پر لے آتا ہے۔ اور جسے اللہ گمراہ کر دے۔ اُسے راہ پہ لانے والا کوئی نہیں۔

حضرات! اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ دفعہ شکر ہے، کہ اُس نے ہمیں مل بیٹھ کر ذکر اللہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی، اگر ہم ذکر نہ کرتے۔ تو یہ وقت بھی ہمارا ضائع جاتا۔ جتنا بھی وقت میسر آئے اُسے غنیمت سمجھیں۔ خوب کثرت سے یاد الٰہی کریں۔ گھروں میں بھی کثرت سے عبادت الٰہی کریں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کی رحمت و برکت کو کھینچنے کا موجب بن سکیں —

اسلام دین فطرت ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو پیدا فرمایا۔ اس کائنات کی ساری چیزوں کو انسان کی ضرورت کے لئے پیدا کیا۔ سردی گرمی سے بچنے کے اسباب، کھانے پینے کی چیزیں۔ مختلف بیماریوں کے علاج غرضیکہ انسانی جسم کے سارے تقاضے پورے فرمائے، اسی طرح روح انسانی کے بھی تقاضے پورے فرمائے۔

روح فنا پذیر نہیں ہوتی۔ اس کی ربوبیت کا کمال ہے، کہ روح کی آبیاری۔ انشراح کیلئے قوانین اسباب عطا فرمائے۔ اس کا منتہا یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کی جائے۔ اگر کوئی پانچ وقت کا نمازی ہے۔ تو نماز نہ پڑھنے سے اس کی طبیعت بوجھل ہو جائے گی۔ اگر کوئی نفلی نمازوں کا عادی ہے۔ تو نفلی نمازیں چھوٹنے پر بھی وہ پریشان رہے گا۔ یہ سب چیزیں اُس وقت ہوتی ہیں جب روحانی انسانی تندرست ہو۔ یہ سب کچھ کثرت سے ذکر الٰہی کرنے سے پیدا ہوتا ہے —

نماز، روزہ اور قرآن کی تلاوت ذکر الٰہی ہی ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالےٰ کے ۹۹ نام ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے میرے ان ناموں سے پکارو۔

اللہ تعالےٰ کا ہم پر بے انتہا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں صحت و تندرستی دی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا فرما کر اپنی یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائی، صحیح علماء اور بزرگان دین کے ساتھ تعلق جوڑنے کی توفیق بخشی، جتنا بھی ان چیزوں کا شکر ادا کریں اتنا ہی تھوڑا ہے

ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم اللہ تعالےٰ کے احسانات و انعامات کو یاد کر کے کثرت سے اس کی عبادت کریں خوب ذکر الٰہی کریں۔ ذکر و عبادت سے دکھلاوا مقصود نہ ہو۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی رضا پیش نظر ہو۔ مقصود نیکی سے شہرت اور عزت نہ ہونی چاہیئے، بلکہ مقصود اللہ تعالےٰ کی رضا ہو۔ لیکن ضمناً اگر لوگ نیک کہنا اور عزت کرنی شروع کر دیں تو اور بات ہے، اخلاص کے متعلق مشکوٰۃ شریف میں حدیث جبرئیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جبرائیلؑ نے پوچھا — مَا الْاِحْسَان یا رسول اللہ احسان کیا چیز ہے؟ تو حضورؐ نے فرمایا۔ کہ تو اللہ تعالےٰ کی عبادت ایسے کر کہ گویا تو اللہ تعالےٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ خیال کرو کہ اللہ تعالےٰ تجھ کو دیکھ رہے ہیں۔ دنیا میں کسی حاکم یا بڑے آدمی کے سامنے کوئی چیز نہیں کر سکتا۔ اگر انسان خالق کائنات کو ہر وقت پیش نظر رکھے اور خیال کرے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے تو کون ہے جو اس کی خلاف ورزی کی جرأت کر سکے اگر ہم دل سے خدا کو ہر وقت حاظر و ناظر سمجھیں۔ تو پھر کس طرح کوئی ناپ تول میں کمی کر سکتا ہے۔ دھوکہ بازی، فریب دہی بد دیانتی کا کون مرتکب ہو سکتا ہے کس طرح بغیر نماز پڑھے سو سکتا ہے کس طرح رمضان کے دنوں میں بغیر روزہ کے کوئی رہ سکتا ہے

تصوف و تزکیہ ہی سے یہ ساری برائیاں دور ہو سکتی ہے۔ اسی طریقے پر صحابہ کرامؓ اور بزرگان دین نے عمل کیا۔ آج تصوف و تزکیہ کو فضول اور زائد از ضرورت قرار دیا جاتا ہے۔ یہ اُن لوگوں کی جہالت اور بیوقوفی کی دلیل ہے انہیں علم نہیں کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنے دور کے تصوف کے مجدد تھے کیا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور دوسرے بزرگان دین یہ ذکر الٰہی کر کے اپنا وقت ضائع کرتے رہے۔ یاد رکھیں کہ اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کا طریقہ صرف ایک ہی ہے۔ وہ یہ کہ ہم صحابہ کرامؓ اور بزرگان دین کے نقش قدم پر چلیں۔ حضورؐ کی صحبت میں خود بخود تزکیہ ہو جاتا تھا —

جب تک ہم نیک بندوں کی صحبت میں نہیں بیٹھیں گے۔ ذکر الٰہی کی کثرت نہ کر سکیں گے۔ اُس وقت تک ہمارے دلوں میں خوف خدا پیدا نہیں ہو گا۔ جاہل ہیں وہ لوگ جو تصوف اور تزکیہ کو زائد از ضرورت سمجھتے ہیں — اللہ تعالےٰ ہم سب کو کثرت سے اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرتؒ اور دوسرے بزرگان دین کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے ہمیں یاد الٰہی کا طریق بتایا۔ آمین یا الٰہ العالمین

بقیہ خطبہ جمعہ

بد دُعا کے بعد عذاب

حضرت ہود علیہ السلام قوم عاد کی طرف مبعوث ہوئے۔ اس قوم کے تیرہ قبیلے تھے اور ان کے ملک بہت سرسبز اور شاداب و آباد تھے۔ حضرت ہود علیہ السلام پچاس برس تک وعظ کہتے رہے۔ اور وہ قوم یہی کہتی رہی کہ تم جھوٹے ہو۔ ہود علیہ السلام نے جب ان کے کفر کو حد سے متجاوز ہوتے ہوئے دیکھا تو بمجبوری بد دُعا کی۔ تین برس تک پانی نہ برسا۔ سارے چشمے خشک ہو گئے۔ بھیڑ بکریاں کل چوپائے مویشی مر گئے۔ پھر بھی ایمان نہ لائے۔ بالآخر وہ عذاب آیا۔ جو عرض ہو چکا ہے — فاعتبروا یا اولی الابصار

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

مدرسہ فرقانیہ مدنیہ رجسٹرڈ راولپنڈی کا

سالانہ — جلسہ — ملتوی

مدرسہ فرقانیہ مدنیہ رجسٹرڈ کے سالانہ جلسہ کا اعلان مورخہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ اپریل ۱۹۶۳ء کا ہوا تھا کسی مجبوری کی بنا پر ان تاریخوں میں ملتوی کر دیا گیا۔ اب آئندہ تاریخوں کا انتظار فرمائیں —

پانچ سوال

(جناب محمد شفیع عمر الدین سانگھڑ)

چرا ز حالِ قیامت دمی نیندیشی
کہ حالِ بیخبراں سخت زار خواہد بود! (سعدیؒ)

مخبر صادق حضرت سیدنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ـــ لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ حَتّٰى يُسْئَلَ ـ قیامت کے دن میدان حشر سے آدمی کے پاؤں نہیں سرکیں گے ـ یعنی اس کو بارگاہ الٰہی میں کھڑا رکھیں گے ـ یہاں تک کہ اُسے پانچ چیزوں کی بابت نہ پوچھا جائے"ـ

پہلا سوال

(عَنْ عُمُرِهٖ فِيْمَا اَفْنَاهُ) ؟

تو نے اپنی عمر کو کس کام میں صرف کیا ـ ؟

اس وقت آنکھیں کھلیں گی اور غفلت اور لاپرواہی کے پردے چاک ہو جائیں گے کہ عمر عزیز کو اللہ تعالے اور اُس کے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق گزارا تھا یا معصیت اور غفلت میں چار روزہ زندگی برباد کی تھی ؎

از گفتن و شنیدن و از کردہ ہائی بد
در موقفِ محاسبہ یک یک عیاں شود (سعدیؒ)

؎

ہر کس نگہ کند بہ بد و نیک خویشتن
آنجا یکی غمگین و یکی شادمان شود (سعدیؒ)

عمر بڑا قیمتی سرمایہ ہے ـ بندے کو چاہیئے کہ اسے معصیت اور غفلت میں نہ گنوائے ـ اللہ تعالے کی بندگی اور فرمانبرداری میں اسے صرف کرے ـ سب حقوق اللہ اور حقوق العباد کا دھیان رکھے اور انہیں بجا لانے میں سستی سے کام نہ لے

زندگی کے ہر سانس کو غنیمت جاننا چاہیئے فرائض بڑے اہتمام کے ساتھ بجا لاتے رہیں ـ پنجگانہ فرض نمازیں قضا نہ ہونے دیں اور اس کے علاوہ دوسرے فرائض مثلاً روزے، زکوٰۃ اور فریضۂ حج وقت پر ادا کرتے رہیں ـ

وقت جو گزر گیا اس کا لوٹانا ناممکن ہے (الوقت سیف قاطع) وقت کاٹنے والی تلوار ہے ـ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں ـ اس لئے اپنے اوقات کی نگہداشت اہم ترین کام ہے ـ

اگر ہم اپنے اوقات کا جائزہ لیں تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ ہم اپنے قیمتی لمحات شریعت کے احکام پر چل کر گزار رہے ہیں یا غیر شرعی طریقہ پر گزر اوقات ہو رہی ہے ـ کفر و شرک، کبیرہ اور صغیرہ گناہوں میں مبتلا ہیں ـ کھیل تماشوں اور یاروں دوستوں کے ساتھ لہو و لعب میں وقت برباد ہو رہا ہے

اگر ہماری زندگی شریعت اور اُسوۂ حسنہ کے مطابق بسر ہو رہی ہے تو ہمیں اللہ تعالے کا ہزار ہزار شکر کرنا چاہیئے اور دُعا کریں کہ اللہ تعالے ہمیں مرتے دم تک استقامت بخشے ـ نعمتوں کا شکر ادا کرنے سے اللہ تعالے نعمتیں زیادہ عطا فرماتا ہے ـ

اگر ہماری زندگی معصیت اور غفلت میں گزر رہی ہے تو ہمیں فوراً توبہ و استغفار کرنی چاہیئے اگر آج ہم نے وقت کی صحیح قدر و قیمت نہ پہچانی تو کل کو بڑی ندامت ہوگی ـ مرتے وقت گنہگار تمنا کرتا ہے کہ اب تھوڑی سی زندگی اور مل جائے تاکہ نیکیاں کر لوں ـــ

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

(المنافقون آیت ۱۰)

ترجمہ! اور اس میں سے خرچ کرو ـ جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے ـ اس سے پہلے کہ کسی کو تم میں سے موت آجائے تو کہے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت کے لئے ڈھیل کیوں نہ دی کہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں سے ہو جاتا ـ

مگر موت کے وقت مہلت کہاں

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ط (المنٰفقون آیت ۱۱)

ترجمہ! اور اللہ کسی نفس کو ہرگز مہلت نہیں دے گا ـ جب اُس کی اجل آجائے گی ـ

نیز قیامت کے دن نادم ہوکر درخواست کرے گا ـــ

رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝ (السجدہ آیت ۱۲)

ترجمہ! اے رب ہمارے ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا، اب ہمیں پھر بھیج دے کہ اچھے کام کریں ہمیں یقین آگیا ہے ـ

مگر اب یہ بات کہاں! کیونکہ جو عمل کا وقت تھا وہ تو انہوں نے فضول گنوا دیا تھا ـ

عمل کا وقت ضائع نہ کرنے کے بارے میں حضرت سیدنا و مرشدنا امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:ـ

"عمل کا وقت گزرتا جا رہا ہے ـ اور ہر لمحہ جو گزر جاتا ہے، عمر کو گھٹاتا ہے اور موت کی مقررہ گھڑی کو قریب لاتا ہے ـ اگر آج بیدار نہ ہوئے تو کل کو مرنے کے بعد صرف حسرت اور ندامت کا سامنا ہوگا ـ مگر وقت ہاتھ نہ آئے گا ـ

اس لئے بڑی احتیاط سے کام لیں کہ یہ زندگی کے چند روز شریعت کے مطابق بسر ہو جائیں تاکہ نجات اُخروی کی امید کی جا سکے ـ

یہ عمل کرنے کا وقت ہے ـ عیش و آرام کا وقت آئندہ آنے والی زندگی میں ہے ـ جو اس جہان میں کئے ہوئے نیک اعمال کا ثمرہ ہے ـ

عمل کا وقت عیش و آرام کرنا ایسا ہے جیسے کوئی اپنی کھیتی پکنے سے پہلے کچی کھا جائے اور اپنے پختہ فصل سے خالی ہاتھ رہے ـــ"

(از مکتوب شریف ۸۹ دفتر دوم)

نیز آپ نے فرمایا ـ

"مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ اشْتِغَالُهٗ بِمَا يَعْنِيْهِ وَاِعْرَاضُهٗ عَمَّا لَا يَعْنِيْهِ

یعنی آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ مفید کاموں کا شغل رکھے اور بے فائدہ امور سے منہ موڑ لے ـ

پس اپنے وقت کی حفاظت کے بغیر چارہ نہیں تاکہ یہ وقت بے فائدہ باتوں میں ضائع نہ ہو جائے شعر خوانی اور قصہ کہانیاں (ناول) پڑھنا دشمنوں کا کام جان کر ان سے دور رہیں خاموشی کے ساتھ باطنی نسبت کی حفاظت میں مشغول رہیں . . . .

(از مکتوب شریف ۱۴۹ دفتر اول)

الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ دنیا آخرت کی کھیتی ہے ـ یہ بات ہر وقت پیش نظر رکھیں اور زندگی ان کاموں میں لگائیں جو آخرت میں کام آئیں ؎

ایں ہر نفس کہ میرود از عمر گوہریست
کانرا بہائے ملکِ دو عالم بود بہا
مپسند کایں خزانہ دہی رائیگاں بباد
آنکہ روی بخاک تہی دست و بے نوا

دوسرا سوال

وَعَنْ عِلْمِهٖ فِيْمَ فَعَلَ

تو نے اپنے علم پر کیا عمل کیا؟ یعنی تو نے جو علم حاصل کیا اس پر عمل کیا ہے یا نہیں ـ

"حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے حضرت عویمرؓ کو فرمایا ـ اے عویمرؓ تیرا کیا حال ہوگا ـ جب تجھے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ کیا تو عالم تھا یا جاہل؟ پس اگر تو کہے گا کہ میں عالم تھا تو تجھے کہا جائے گا کہ تو نے جو علم سیکھا تھا اُس پر کیا عمل کیا؟ اگر تو کہے گا کہ میں جاہل تھا ـ تو تجھے کہا جائے گا کہ تجھے جاہل رہنے اور علم نہ سیکھنے کا کیا عذر تھا؟"

فقہ محمدیہ طریقۂ احمدیہ حصہ ششم مطبوعہ سنہ ۱۹۰۰ء

حضرت سعدیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

علم چندانکہ بیشتر خوانی
چوں عمل در تو نیست نادانی

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے

حدیث

(عن انسؓ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے . . . .“ (مشکوٰۃ)

”جن علموں کا طلب کرنا ضروری اور فرض ہے وہ تین ہیں —

(۱) علم توحید
(۲) علم سِر (یعنی جس کا تعلق دل کے ساتھ ہے۔
(۳) علم شریعت

علم توحید کی مقدار اس قدر واجب ہے کہ جس سے دین کے اصول کی معرفت ہو جائے۔ یعنی کہ اللہ تعالےٰ علیم، قادر، حی، مرید (ارادہ کرنے والا) متکلم (کلام کرنے والا) سمیع، بصیر، واحد، لاشریک صفاتِ کمال کے ساتھ موصوف، حدوث (نو پیدگی) سے پاک، تمام چیزوں پر تنہا قدیم ہے۔

اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور تمام چیزیں جو آنحضرت صلعم نے امورِ آخرت کے متعلق بیان فرمائی ہیں ان میں آپ صلعم صادق ہیں

اور تم پر واجب ہے کہ ایسی چیز پر اعتقاد نہ کرو جب تک اس کو قرآن مجید اور حدیث شریف میں معلوم نہ کر لو۔ حاصل یہ ہے کہ جس چیز کا نہ جاننا باعث ہلاکت ہے۔ اُس کا سیکھنا فرض عین ہے۔

علم سِر اس قدر سیکھنا فرض ہے جس سے واجبات اور ممنوعات جان سکو تاکہ حق تعالےٰ کی تعظیم اور اخلاص اور سلامتی عمل حاصل ہو

علم شریعت پر جس قدر عمل کرنا فرض ہے اسی قدر اس کا سیکھنا فرض ہے تاکہ شریعت کے مطابق عمل کر سکو۔ جیسے طہارت اور نماز اور روزے کا علم لیکن حج اور زکوٰۃ اور جہاد اگر تم پر واجب ہو تو ان کا علم سیکھنا بھی فرض ہے۔ ورنہ نہیں۔“
(منہاج العابدین الی الجنۃ امام غزالیؒ)

”علم کے نقصان سے بچنا چاہیئے —— اس کی طلب میں اخلاص سے کام لینا اس کی آفت سے بچنا ہے۔ جو شخص علم اس واسطے طلب کرے کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں، اسے امیروں کی مجلس حاصل ہو۔ اور محفلوں میں علم کے ذریعے فخر کرے اور دنیا حاصل کرے۔ تو ایسا عالم نہایت ہی نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے“
(امام غزالیؒ)

عالم کے لئے ریاکاری سے بچنا ضروری ہے —
حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن شہید، عالم اور مالدار سخی کو پیش کیا جائے گا

اللہ تعالیٰ شہید کو اپنی عطا کردہ نعمتیں یاد دلا کر سوال کرے گا۔ کہ تو نے ان نعمتوں کے شکریہ میں کونسا کام کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں نے تیرے راستہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے۔ تو تو اس لئے لڑا تھا کہ لوگ کہیں تو بڑا دلیر آدمی ہے۔ چنانچہ تجھے دلیر کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا اسے منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے وہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

پھر اس کو لائیں گے جس نے علم حاصل کیا ہو گا قرآن پڑھا اور پڑھایا ہو گا۔ اللہ تعالےٰ اسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ پھر اس سے دریافت فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کا کونسا حق ادا کیا؟ وہ عرض کرے گا میں نے تیرے ہی لئے قرآن پڑھا، علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے۔ تو نے علم اس لئے سیکھا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں۔ قرآن اس لئے پڑھا تھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں۔ چنانچہ تجھے عالم اور قاری کہا گیا۔ پھر حکم صادر ہو گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے —— وہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

پھر اُس شخص کو لایا جائے گا جسے اللہ تعالےٰ نے مال و دولت کی نعمت سے نوازا ہو گا۔ اللہ تعالےٰ اسے اپنی نعمتوں کے بارے میں سوال کرے گا کہ تو نے ان کی شکر ادائی میں کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ میں نے وہ کوئی راستہ نہیں چھوڑا جن راستوں میں تجھے خرچ کرنا پسند تھا اور یہ سب کچھ تیری خوشنودی کے لئے کیا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے۔ خرچ کرنے سے تیرا مقصد تھا کہ لوگ کہیں کہ تو سخی ہے لہٰذا تجھے سخی کہا گیا۔ پس حکم دیا جائے گا اس کو منہ کے بل گھسیٹا جائے اور پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائیگا
(مشکوٰۃ - باب العلم)

حاصل کلام علم سیکھو۔ دینی مسائل سیکھو۔ قرآن کریم اور اس کی عملی شرح حدیث شریف اور فقہ کے مسائل سیکھو۔ ان پر عمل کرو —

بارِ درخت علم ندانم مگر عمل
با علم اگر عمل نہ کنی شاخ بے بری (سعدیؒ)

تیسرا سوال

وَعَنْ مَالِہٖ مِنْ اَیْنَ اکْتَسَبَہٗ ط

اور اپنے مال کو کہاں سے کمایا یعنی حلال ذریعہ سے کمایا یا حرام سے۔

یاد رہے کہ ناجائز طریقہ سے مال حاصل کرنا حرام ہے۔ قال اللہ تعالےٰ وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ (البقرہ آیت ۱۸۸ ع ۲۳)

ترجمہ! اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔

اور مال حرام سے روزہ مدت العمر کے لئے ہے اس کے لئے کوئی حد نہیں جیسے چوری، یا خیانت، یا دغابازی یا رشوت، یا زبردستی، یا قمار یا بیوع ناجائزہ، یا سود وغیرہ ان ذریعوں سے مال کمانا بالکل حرام اور ناجائز ہے . . . . (حضرت مولانا عثمانیؒ)

حرام خور کے لئے دوزخ کی وعید ہے۔

حدیث :۔ وہ گوشت جس نے حرام سے پرورش پائی جنت میں داخل نہ ہو گا اور جس گوشت نے حرام (مال) سے نشو ونما حاصل کی ہے وہ دوزخ ہی کے لائق ہے (مشکوٰۃ)

حلال کھانے پینے کے بارے میں امام غزالیؒ نے بڑا ہی دلربا طریقہ اختیار فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں ”کہ اللہ تعالےٰ نے جسے غسل کی حاجت ہو اسے اپنی مسجدوں میں آنے سے منع کیا ہے اور بے وضو آدمی کو قرآن مجید چھونے سے روکا ہے۔ حالانکہ جنابت اور بے وضو ہونا مباح فعل ہیں۔ جن کے بارے میں یہ حکم ہے۔

لہٰذا وہ آدمی اللہ تعالےٰ کی عبادت کے لئے کیسے باریاب ہو سکتا ہے جو سر سے پاؤں تک حرام میں ڈوبا ہوا ہے اور ایسی زبان کو ذکر الٰہی کی کیسے توفیق ہو سکتی ہے جو حرام اور شبہ کی نجاست میں آلودہ ہے (منہاج العابدین الی الجنۃ)

حاصل کلام بندے کو چاہیئے کہ دنیا کمانے میں شرعی حدود کا خیال رکھے۔ حلال و حرام کی حدود کا خیال رکھے۔ حلال و حرام کی حدود سے ہرگز تجاوز نہ کرے —

چوتھا سوال

وَفِیْمَا اَنْفَقَہٗ ۝

اور مال کہاں خرچ کیا؟

جائز طریقہ سے مال کمانے کے بعد بندے کے ذمے یہ فرض بھی عائد ہوتا ہے کہ اسے شریعت کے مطابق برتے اور غیر شرعی امور میں ایک کوڑی بھی خرچ نہ کرے

حلال مال میں اسراف جائز نہیں تاکہ آسودہ حالی سے دین کی تقویت حاصل ہو۔ حلال مال مومن کے لئے ڈھال ہے جو اُسے حرام اور شبہ میں پڑنے سے بچاتا ہے —

اللہ تعالےٰ نے بے جا خرچ کرنے سے منع فرمایا ہے
وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ط وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا ۝ (بنی اسرائیل آیت ۲۶، ۲۷)

ترجمہ! اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دے دو۔ اور مال کو بے جا خرچ نہ کرو۔ بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے

حاصل یہ نکلا

کہ اس آیت شریفہ میں اللہ تعالےٰ نے نیک کاموں میں خرچ کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے اور بے جا خرچ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا تبذیر بے جا خرچ سے غیر حق میں خرچ کرنے کو کہتے ہیں ۔

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت مجاہدؒ کا قول ہے کہ اگر انسان اپنا سارا مال حق کی راہ میں خرچ کر ڈالے تو یہ بیجا خرچ نہیں ۔ ہاں اگر تھوڑا سا مال بھی بغیر حق کے خرچ کرے تو یہ بے جا خرچ ہے

حضرت قتادہ رضؓ نے فرمایا کہ بے جا خرچ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور غیر شرعی امور اور فساد کے امور میں خرچ کیا جائے (ابن کثیرؒ)

لہٰذا

بندے کو چاہیئے کہ اول اپنے مال سے فریضہ زکوٰۃ ادا کرے ۔ پھر رشتہ داروں اور اہل حقوق کے حق ادا کرے اور غیر شرعی کاموں میں ایک کوڑی بھی خرچ نہ کرے ۔ ہر خرچ کرنے سے پہلے خوب سوچ لے کہ کیا وہ تبذیر کے زمرے میں تو نہیں آتا ۔ اگر اس زمرے میں آتا ہو ۔ تو اُس سے ہاتھ روک لے

ایک بہت بڑے سرمایہ دار قارون کی مال و دولت کے صحیح مصرف کی طرف توجہ یوں مبذول کرائی گئی ۔

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ (القصص آیت ۷۷)

ترجمہ :۔ اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر حاصل کر ۔ اور اپنا حصہ دنیا میں نہ بھول اور بھلائی کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے

یعنی

در جو اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں تیرے پاس ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کاموں میں خرچ کر تاکہ آخرت میں تیرا حصہ ہو جائے ۔

بے شک تو اپنا حصہ دنیا میں نہ بھول ، یعنی شرعی طریقے سے جائز امور میں خرچ کر ۔ شریعت کے مطابق کھا پی ، پہن ، گھر بنا ۔ نکاح کر ۔ مگر تجھ پر اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ہیں (مثلاً زکوٰۃ وغیرہ دینا) تیرے اپنے نفس کا بھی حق ہے (کہ اسے کھانے پینے پہننے کو دیا جائے) تیرے بال بچوں کا بھی حق ہے (کہ اس سے ان کی بھی پرورش کی جائے) اور مہمان کا بھی حق ہے (کہ اس کی بھی خبر گیری کی جائے)

اس لئے ہر حقدار کا حق (اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال سے) ادا کرنا چاہیئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے ، اور تجھے مال و دولت کی نعمت سے نوازا ہے ، تو بھی اسی طرح مخلوق خدا کے ساتھ بھلائی کر

ابن کثیرؒ سے

مال را کز بہر دین باشی حمول
نعم مالٌ صالح گفت آں رسولؐ (مولانا رومؒ)

لہٰذا اس حکم سے ہمیں سبق لینا چاہیئے اور مال و دولت جو ہمیں عطا ہوا ہے ۔ اس سے حقوق اللہ اور حقوق العباد بجالا کر دونوں جہان کی سرخروئی حاصل کرنی چاہیئے ۔

پانچواں سوال

وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ
(ریاض الصالحین بحوالہ ترمذی)

اور کس چیز میں اپنے جسم کو پرانا کیا ؟

انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا ہے ۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات ۵۶) ترجمہ : میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے ۔

جب

انسان کی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے تو اسے چاہیئے کہ اپنے جسم کے سب اعضاء پر کڑی نظر رکھے ۔ اور انہیں ان کاموں میں لگائے جن سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو اور معصیت اور گناہوں سے انہیں بچائے

مثلاً

آنکھ سے حرام پر نظر نہ ڈالے اور اسے جائز امور میں صرف کرے کانوں کو فضول ، فحش اور غیر شرعی باتوں کے سننے سے روکے ۔ اور ان سے صرف شرعی اور مباح باتیں سننے کا کام لے ۔

زبان کو بے فائدہ قیل وقال ، عیب گوئی ، غیبت ، گالی دینے وغیرہ سے بند رکھے اس کا استعمال شرعی حدود کے اندر کرے

دل پر نگاہ رکھے کیونکہ اگر یہ اچھا ہے تو جسم کے باقی اعضاء بھی اچھے ہیں ۔ اگر یہ بگڑا ہوا ہے ۔ تو باقی سب اعضاء کو بگاڑ دے گا ۔ اسے غیر شرعی خطرات رذیلہ خصائل ، حسد ، تکبر ، طول امل وغیرہ سے بچانا چاہیئے ۔ اور اس کے اندر نیک اور پاکیزہ خیالات پیدا کرنے چاہئیں ۔

پیٹ کو حرام و مشتبہ لقمہ سے بچانا چاہیئے ۔ اسے پاک حلال خوراک دینی چاہیئے انسان کا پیٹ حوض کی مانند ہے ۔ اگر حوض کا پانی میٹھا ہے تو کھیت کو سرسبز اور شاداب کرتا ہے ۔ اگر کھاری ہے تو کھیت کو جلا دیتا ہے ۔ اسی طرح اگر روزی حلال اور پاک ہے تو اس سے بندگی کی رغبت اور قوت اطاعت پیدا ہوتی ہے ۔ جو خون اس روزی سے پیدا ہوتا ہے اس سے بہترین ارادے و افعال سرزد ہوتے ہیں ۔ اور دل حسد تکبر وغیرہ برائیوں سے پاک رہتا ہے

اگر خورد و نوش حرام اور ناپاک ہے ۔ تو اعضاء سے برے خیالات اور افعال سرزد ہوتے ہیں ۔ زبان جھوٹ بولتی ہے ۔ خیانت ، بغض ، حسد ، غرور و تکبر وغیرہ دل میں زور پکڑتے ہیں ۔

اس لئے واجب ہے کہ حلال اور پاک رزق حاصل کریں ۔ تاکہ جسم کے اعضاء سے نیک اعمال سرزد ہوں قیامت کے دن انسانی اعضاء گواہی دیں گے کہ ان سے کون سا کام لیا گیا تھا ۔

(۱) اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ٥ (یٰس آیت ۶۵)

ترجمہ : آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے ۔ اس پر جو وہ کیا کرتے تھے ۔

(۲) وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ٥ حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ٥ (حٰم السجدہ آیت ۱۹ ، ۲۰)

ترجمہ : اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے تو وہ روک لئے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آپہنچیں گے تو ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں گواہی دیں گی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے ۔

لہٰذا

ہمیں سوچنا چاہیئے کہ کل قیامت کے دن ان سوالوں کا جواب باصواب ہم کیسے دے سکیں گے ؟

۵ گر قدر خود بدانی قربت فزوں شود
نیکو نہاد باش کہ پاکیزہ جوہری (سعدیؒ)

یعنی اگر اپنی قدر و قیمت جانے اور مقصد حیات کو جان لے تو تجھے قرب الٰہی زیادہ حاصل ہوگا ۔ تجھے نیک بن کر رہنا چاہیئے ۔ تیری فطرت نیکی پر رکھی گئی ہے

۵ فرمان بر خدا و نگہبان خلق باش
این ہر دو قران اگر بجا گفتی سکندری (سعدیؒ)

یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم مان لے ، اور مخلوق کے حقوق کا بھی دھیان رکھ (حقوق اللہ و حقوق العباد بجالاتا رہ) اگر یہ دونوں باتیں تجھے مل جائیں تو تو سکندر ہے ۔ یعنی تیرا مرتبہ بڑا بلند ہے ۵

اے کہ دستت میرسد کارے بکن
پیش ازاں کز تو نیاید ہیچ کار (سعدیؒ)

یعنی جب تجھے ہاتھ پاؤں مارنے کی ہمت ہو نیک عمل کرتا رہ ۔ اس سے قبل کہ تیری زندگی کی شمع گل ہو جائے اور تجھ سے کچھ نہ ہو سکے ۔

ارشاداتِ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ:- محمد مقبول عالم بی اے، لاہور

۲۱ردسمبر ۱۹۴۴ء جمعرات

ذکر اور اس کی لذّت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اپنے ذکر کے لئے پیدا کیا ہے۔ جس طرح نفیس چیز کو نفیس ظرف میں رکھا جاتا ہے اور ظرف بھی مختلف شکل کے ہوتے ہیں، عطر چھوٹی سی شیشی میں رکھا جاتا ہے۔ شربت بوتل میں اور دودھ بڑے ٹین میں۔ اسی طرح ذکر کے بھی کئی ظرف ہیں۔ ایک ظرف نماز ہے، نماز ذکر الٰہی ہی ہے۔ جیسے قیام، رکوع، سجدہ وغیرہ کے ظرف میں رکھا گیا ہے حج ذکر ہی ہے جیسے احرام، طواف، تلبیہ وغیرہ کے ظرف میں رکھا گیا ہے۔ روزہ ذکر ہی ہے کہ اللہ یاد رہے۔ صبح سے شام تک کھانا پینا بند کیا جاتا ہے۔ غرض یہ سب ظرف ہیں۔ جن میں ذکر اللہ کو رکھا گیا ہے۔ مظروف ان سب میں ایک ہے

جس طرح ایک دنیا دار چاہتا ہے کہ اُس کے دسترخوان پر مختلف الوان نعمت مختلف برتنوں میں سجے ہوئے ہوں۔ اسی طرح دسترخوان روحانی پر ذکر الٰہی کے الوان نعمت مختلف برتنوں میں چننے کی خواہش ہونی چاہیئے دنیا دار کتنا حریص ہے۔ یہ دنیا کی حرص ہے۔ اس حرص کو ادھر متوجہ کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ روحانیت کی حرص محمود ہے اس حرص سے رحمت کے دروازے کھلتے ہیں اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے۔ کہ ہم مختلف ظرفوں میں اللہ کے ذکر کو جمع کرنے کی کوشش کریں کہیں نماز ہو۔ کہیں روزہ کہیں زکوٰۃ ہو کہیں حج کہیں سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کا ذکر ہو۔ غرض مختلف قسم کے ذکر کرنے کی توفیق دے

اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ذکر کی توفیق اللہ والوں کی صحبت میں رہنے سے ملتی ہے۔ کاملین کی محبت سے ناقصین اثر لیتے ہیں اور کامل بن جاتے ہیں۔ اللہ اللہ کرنے والی جماعت سے مل کر ذکر کرنے سے استقامت حاصل ہوتی ہے اور سرور ملتا ہے۔ نماز جماعت کے ساتھ پڑھیں تو کیا لطف آتا ہے۔ اگر کبھی جماعت رہ جائے اور اکیلے نماز پڑھیں تو پریشانی سے پڑھتے ہیں وہ سکون حاصل نہیں ہوتا۔

بعض آدمی کہتے ہیں، کہ ذکر کرتے ہیں۔ لیکن کبھی لطف آتا ہے اور کبھی نہیں آتا۔ اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ مشتبہ کھانا کھالیا، یا بے دین اور بے نماز کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز کھالی تو اس کی بے دینی کا اثر ضرور آئے گا ——— جو لذت سلب کر دے گا۔ تیسری وجہ نا اہلوں کی صحبت ہے جیسے ایک صحیح الدماغ آدمی غلاظت پر نظر پڑنے سے پریشان ہو جاتا ہے اور اس کی طبیعت مکدر ہو جاتی ہے۔ اسی طرح نا اہل بے دین، بے نماز پر نظر پڑنے سے طبیعت میں تکدر آتا ہے۔ یہ تکدر لذت کو سلب کر دیتا ہے۔ اگر تجربہ کرنا چاہیں تو حلال مال لائیں، لاہور کا گھی، دودھ اور گوشت چھوڑ دیں، وضو کر کے آٹا گوندھیں اور دال پکائیں لاہور کی سبزی بھی نہ کھائیں۔ ایک ہفتہ ایسا کھانا کھائیں۔ پھر دیکھیں روحانیت میں کس قدر جلا آتی ہے۔ چھ سات دوست مل جائیں۔ اور ایک ہفتہ تجربہ کر کے دیکھیں۔ اگر یہ نہ کر سکیں تو اتوار کے دن دریا پر چلے جائیں۔ وہاں وضو کر کے دریا کے پانی سے آٹا گوندھیں، اور کسی نیک آدمی کے ہاں سے لیا ہوا گھی ڈالیں۔ جنگل سے وہ لکڑیاں جو بے کار پڑی ہوتی ہیں جمع کریں اور نمک ڈال کر ایک ہفتہ کے لئے روٹیاں پکا کر لے آئیں۔ وہ کھائیں۔ پھر دیکھیں، ذکر میں لذت آتی ہے یا نہیں۔

اسی لئے اکثر اولیاء جنگلوں میں جا کر رہتے ہیں۔ فرش زمین پر ڈیرا اور آسمان تلے بسیرا، تاکہ نا اہلوں کی صحبت سے بچ سکیں۔ اور مشتبہ مال اور بے دینوں کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیزیں نہ کھائیں۔

یہ بات درجہ تکمیل حاصل کرنے کے لئے ہے۔ ورنہ جیسے بعض اوقات کھانا عمدہ نہیں ہوتا۔ لیکن پھر بھی کھا لیتے ہیں۔ تاکہ پیٹ خالی نہ رہے اور قوت بحال رہے۔ یا مثلاً رمضان میں سحری کے وقت اٹھے وقت کم ہے۔ باسی روٹی اور سرد سالن ہے۔ اتنا وقت نہیں کہ تازی روٹی پک سکے اور سالن گرم ہو سکے تو وہ باسی روٹی اور سرد سالن ہی کھا لیتے ہیں تاکہ پیٹ خالی نہ رہے۔ اسی طرح اگر ذکر میں لذت حاصل نہیں ہوتی تو پھر بھی ذکر کیا جائے۔ کیا یہ کم ہے۔ کہ اللہ نے اپنے دروازے پر بلایا ہے۔ اور اللہ اللہ کرنے والوں میں بٹھایا ہے۔ اللہ کی مسجد ہے۔ اور زبان سے اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ نا اہلوں کی صحبت سے بچے ہوئے ہیں۔ بیہودہ گوئی اور دنیوی بک بک سے پاک ہیں کیا یہ عمل کم ہے؟ یہ بھی اللہ کی رحمت حاصل کرنے کے لئے کافی ہے۔ باقی وہ تو تکمیل کا درجہ ہے۔ ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ۔ استقامت سے ذکر کرتے رہیں، نماز پڑھتے رہیں۔ تاکہ روحانیت کو غذا ملتی رہے۔ اعلےٰ اور عمدہ نہیں تو جیسی ہے ویسی سہی ———

(دل میں خوفِ خدا پیدا کرو)

---

۱۹ راکتوبر ۱۹۴۴ء جمعرات

ذکر اور اس کی رکاوٹیں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو ذکر کے لئے پیدا کیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اُسے بھول بھلیوں میں پھنسا دیا ہے اور حکم یہ ہے کہ ان سے نکل کر یاد الٰہی کرو۔ ضروریات جسمانی انسان کو غافل بنانے والی ہیں۔ پھر تعلقات ہیں بعض اوقات بیوی بچے انسان کو خدا کی راہ سے ہٹانے کا موجب بنتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ بعض بیویاں اور بچے فتنہ ہوتے ہیں۔ ذرا ان سے بچ کر رہنا۔ تو حضرت انکمال یہ ہے کہ ان بھول بھلیوں سے نکل کر پھر یاد الٰہی کریں۔ اور غافل نہ بن جائیں۔ یہ وہی بات ہے ؎

درمیان قعرِ دریا تختہ بندم کردۂ
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

اللہ والوں کی صحبت سے استقامت حاصل ہوتی ہے۔ یاد الٰہی کی توفیق مل جاتی ہے۔ پھر غافل بنانے والی چیزیں رکاوٹ کا باعث نہیں رہتیں —— اور ان سے چھوٹنا کچھ مشکل نہیں ہوتا۔

---

۲۶ راکتوبر ۱۹۴۴ء جمعرات

ذکر کی لذت سلب ہونے کے اسباب

اللہ تبارک وتعالےٰ کی رحمت کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔ جب کوئی توجہ کرے، ابواب رحمت کو مفتوحہ پائے گا۔ لیکن اگر خود ہی متوجہ الی اللہ نہ ہو سکے اور اللہ کی رحمت کو نہ پا سکے تو اس میں کسی کا کیا قصور، جس قدر تعلقات سے منقطع ہو گا۔ اُسی قدر بآسانی متوجہ الی اللہ ہو سکے گا۔ اور اللہ کے قریب ہو سکے گا۔ اور جتنا تعلقات میں مشغول ہو گا اتنا ہی اللہ سے دور ہو گا ؎

تعلق حجاب است وبے حاصلی
چوں پیوندہا بگسلی واصلی

ایک دوسرے شعر میں کہا گیا ہے

قرب حق بالا نہ پستی رفتن است
قرب حق از حبس ہستی رستن است

جس قدر بھی ہستی کے تعلقات ہیں۔ اُن سے علیحدہ ہونے میں قربِ حق ہے۔ جتنا غیر کا ہم سے اور ہمارا غیر سے تعلق ہو گا۔ اتنا ہی ہم اللہ سے دور ہوں گے۔ اور جس قدر انقطاع حاصل ہو گا اُسی قدر تقرب الی اللہ حاصل ہو گا۔ بشرطیکہ یہ انقطاع محض اللہ کے لئے ہو۔ انقطاع یہ ہے کہ تعلقات میں رہتے ہوئے پھر اُن سے بیزاری ہو ؎

ولا تو رسم تعلق ز مرغ آبی جو
اگرچہ غرق بدریاست خشک پر برخاست

میں یہ نہیں کہتا کہ بیوی بچوں سے تعلق توڑ دیں۔ بیوی کو چھوڑ دیں۔ بچے آیا آیا کہہ کر آئیں تو انہیں تھپیڑ

مار کر دور ہٹا دیں، بہن بلائے تو منہ پھیر لیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ (۳۱ : ۱۸) بلکہ سب تعلقات نباہیں۔ سب کے حقوق ادا کریں۔ لیکن دل کسی کو نہ دیں۔ دل میں سب سے بیزار رہیں لیکن خیال رکھیں۔ کہ ان کے حقوق کی ادائیگی میں فرق نہ آنے پائے کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ بیوی کی آہ بارگاہِ الٰہی میں جائے۔ کہ چند آیتیں پڑھ کر مجھے ماں، باپ بہن بھائی، دیار و وطن سب سے چھڑا کر لایا۔ اب میرے حقوق پورے نہیں کرتا۔ تو اس کی آہ کہیں ہماری تباہی کا موجب نہ بن جائے۔ اس طرح اللہ سے ڈرتے ہوئے سب کے حقوق ادا کرنے ہونگے لیکن جیسے آپ دکان یا دفتر سے فارغ ہوکر کھانا کھاتے ہیں — آرام کرتے ہیں۔ اُس وقت دفتر یا دکان کے کاروبار کا خیال نہیں ہوتا۔ اسی طرح ان تعلقات سے کبھی کبھی فراغت حاصل کرکے ذکر الٰہی کرنا چاہیئے۔ پھر دیکھیں کیا لطف آتا ہے۔ کسی ایسے کمرے میں جہاں بیوی بچے سوئے ہوئے ہوں، ذکر الٰہی کریں لطف نہیں آئے گا لیکن ایک ایسے کمرے میں جس میں کوئی نہ سویا ہوا ہو کوئی سامان بھی نہ ہو۔ وہاں ذکر کریں۔ تو بڑا لطف آئے گا۔ لیکن پھر بھی خیال ہوگا۔ یہ میرا مکان ہے جس کی چھت کے نیچے بیٹھے ہوئے کچھ نہ کچھ تعلق تو ضرور ہے۔ اگر زیادہ لطف لینا چاہیں، تو باہر جنگل میں چلے جائیں۔ اور درختوں کے جھنڈ میں بیٹھیں جو خود رَو ہوں۔ کسی انسان کے ہاتھ کے لگے ہوئے نہ ہوں۔ اور وہاں کوئی انسانی مصنوعات بھی نہ ہوں نہ سڑک پاس ہو۔ نہ کوئی ٹانگا یا موٹر نظر آئے۔ وہاں بیٹھ کر اللہ اللہ کریں۔ پھر دیکھیں کتنا لطف آتا ہے اللہ والے اسی لئے تو جنگل بسیرا اور فرش زمین پر ڈیرا لگاتے تھے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ لطف لینا چاہیں۔ تو ذرا دور کسی پہاڑ پر چلے جائیں۔ وہاں اللہ اللہ کریں زیادہ لطف آئے گا۔ جتنا زیادہ دور بیٹھیں گے۔ اتنا ہی زیادہ لطف بڑھے گا۔ لیکن اسلام رہبانیت نہیں سکھلاتا، کہ تعلقات کو بالکل ہی توڑ دیں یہ تو فراغت پاکر ہی کبھی کبھی لطف لئے جا سکتے ہیں جیسے آپ دفتر یا دکان سے فراغت پاکر کھانا کھاتے ہیں یا تفریح کرتے ہیں۔ اصل چیز یہی ہے کہ مرغ آبی کی طرح رہنا سب میں پڑے گا لیکن دل کسی کو نہیں دیا جائے گا —

تعلقات کے علاوہ دوسری چیز جو انسان کو دربارِ الٰہیہ سے ہٹاتی ہے۔ اور ذکر کی لذت سلب کراتی ہے۔ وہ اکل و شرب حرام و مشتبہ ہے اور تیسری چیز یہ ہے۔ کہ اکل و شرب میں بے دینوں کا تصرف ہو۔ ایسی چیزیں کھانے سے دل میں سیاہی آتی ہے قساوت قلبی پیدا ہوتی ہے اور لذت سلب ہو جاتی ہے

ہمارے ہاں بعض اوقات کسی کے گھر سے کوئی چیز آتی ہے۔ تو میں اُسے حرام یا مشتبہ سمجھ کر ہاتھ نہیں لگاتا، بچے کھاتے ہیں، میں نہیں کھاتا۔ لیکن اگر کہیں وہ بلائیں۔ تو پھر کھانا پڑتا ہے۔ کیونکہ اگر نہ کھایا۔ تو ان کے ایمان کا خطرہ ہے کہ کہیں مسجد میں آنا نہ چھوڑ دیں۔ اور درس و جمعہ ترک نہ کر دیں۔ کہ کہ کیا ہمارا کھانا حرام ہے؟ ہم جو ہڑے اور سانسی ہیں، ہمارے گھر کا کیوں نہیں کھاتے؟ اس لئے میں ذاتی نقصان کر لیتا ہوں۔ لیکن اُس گھر کے دس افراد کے ایمان کو بچاتا ہوں نہ کھانا تقویٰ ہے فتویٰ نہیں ہے۔ لیکن اس وقت مجھے فتویٰ پر عمل کرنا پڑتا ہے، لاہور کا دودھ تقویٰ کے ماتحت ناجائز ہے۔ بچوں کو مار دیتے ہیں۔ اور اس ظلم سے دودھ حاصل کرتے ہیں۔ جن کے پیٹوں میں ایسا دودھ جائے گا، سیاہی لائے گا۔ پھر دودھ والے، سبزی والے، گوشت والے عموماً سب بے دین ہیں، گھر میں سودا لانے والے، پکانے والے، نوکر چاکر سب بے دین ہیں۔ اگر بیوی پکاتی ہے تو وہ بے دین ہے۔ ان سب بے دینوں کے تصرف سے جو کھانا تیار ہوگا وہ سیاہی ہی پیدا کرے گا۔ آپ ان چیزوں کو نہ چھوڑیں، اور پھر کہیں کہ لذت بھی آئے۔ ع

ایں خیال است محال است و جنوں

میرا خطاب ان سے ہے جن کا مجھ سے تعلق ہے۔ دوسرے لوگ جو آتے ہیں، میں ان سے نہیں کہتا۔ ہم انہیں ذکر الٰہی میں آنے سے منع نہیں کرتے اللہ کا دروازہ ہے۔ اللہ کا نام ہے۔ یہاں کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں۔ میں یہ باتیں تقویٰ کے ماتحت کر رہا ہوں۔ عوام کے لئے فتویٰ ہے۔ وہ بے شک کھائیں مزے اڑائیں۔ لیکن وہ جنہوں نے مجھ سے تعلق قائم کیا ہوا ہے۔ اور انہیں شکایت ہے کہ ذکر میں لذت نہیں آتی — اُن سے کہتا ہوں۔ تاکہ وہ پھر نہ کہیں کہ لذت نہیں آتی میرا کام کہنا ہے۔ اگر حکیم مریض سے کہے۔ کہ یہ یہ دوا استعمال کرو۔ اور اس پر وہ اعتراض کرے کہ یہ فلاں دکان سے ملتی ہے۔ وہاں کون جائے۔ اور یہ دوا گھوٹنے والی ہے، کون گھوٹے۔ اور یہ دوا پکانے والی ہے، کون پکائے۔ تو علاج نہ کرو۔ موت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اسی طرح اگر تعلقات بھی رکھنے ہیں اور ان میں مستغرق بھی ہونا ہے۔ اور بے دینوں کے ہاتھ سے بھی کھانا ہے اور حرام و مشتبہ سے بھی نہیں بچنا۔ تو جاؤ مزے کرو۔ قیامت کے دن حساب ہوگا۔ سب اعمال تل جائیں گے اگر نیکیاں زیادہ ہو گئیں تو نجات ہو جائے گی۔ ورنہ نہیں۔

اللہ کا ذکر کریں، اور پھر لذت نہ آئے۔ ہر چیز میں خاصہ ہے۔ اللہ کے ذکر میں بھی خاصہ ہے ——— نمک کو ذرا زبان پر رکھیں تو لذت آئے۔ مرچ زبان پر رکھیں۔ تو کڑوی معلوم ہو، کھانڈ رکھیں تو میٹھی معلوم ہو لیکن اللہ کا نام لیں۔ اور لذت نہ آئے۔ یہ ہو نہیں سکتا ہاں تمہارا دل سخت ہو گیا ہو۔ اور سیاہ ہو گیا ہو۔ تو یہ الگ بات ہے۔

اگر بیوی بے دین ہے۔ تو آٹھویں دن جب چھٹی ہو۔ خود وضو کرکے آٹا گوندھیں، اور نمک ملا کر ہفتہ کے لئے روٹیاں پکائیں۔ وہ کھائیں۔ بیوی سے کہیں۔ کہ جب تک تو نماز نہیں پڑھے گی تیرے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز نہیں کھاؤں گا۔ بے دینوں کے ہاتھ سے کھانے کی وہی مثال ہے۔ جیسے آٹا تو صاف پس کر آئے۔ لیکن اس میں سب بے دین ایک ایک مٹھی مٹی کی ملاتے جائیں۔ بتاؤ یہ آٹا ہوگا۔ یا مٹی

یہ تعلقات رکھنے پڑتے ہیں۔ ورنہ جی تو یہی چاہتا ہے۔ کہ اگر یہ تعلقات نہ ہوتے۔ تو کہیں منہ چھپا کر بیٹھ جاتے۔ جو رزق مقدر ہے وہ مل ہی جاتا لیکن کیا کریں۔ جن کے ساتھ تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ ان کی خاطر نباہنا ہی پڑتا ہے۔ بعض اوقات ایسے آدمی آتے ہیں جو کہتے ہیں۔ کہ بس تعویذ لکھ دیں۔ دعا کر دیں کہ قطب بن جائیں۔ نہ دل میں کوئی ارادہ ہے۔ اور نہ کچھ کرنا ہی چاہتے ہیں۔ بس ان کے ہاں تو ولی وہ ہے۔ جس کی دُعا سے قطب بن جائیں اگر ایسا ہی ہوتا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بس دعا کرتے۔ صحابہ کرامؓ جنت میں جا پہنچتے، اُن سے نمازیں پڑھوانے، تہجدیں پڑھوانے کی کیا ضرورت تھی۔

میں یہ تزکیہ نفس کے ماتحت کہہ رہا ہوں۔ یہ کتابی مسئلے نہیں ہیں۔ یہ تقویٰ ہے۔ فتویٰ نہیں ہے۔ اور اُن کے شبہات قلبی دور کرنے کے لئے کہہ رہا ہوں جن کا میرے ساتھ تعلق ہے۔ اور انہیں شکایت ہے کہ ذکر میں لذت نہیں آتی۔ بس ذکر کی لذت سلب ہونے کے یہی اسباب ہیں۔

غیرت

عرس بن عمیرہؓ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب زمین میں خدا کی نافرمانیاں ہو رہی ہوں۔ تو جو شخص ان کو دیکھے اور ناپسند کرے تو وہ گویا ان نافرمانیوں سے الگ ہے اور جو نافرمانیوں سے الگ ہوتے ہوئے ان کو پسند کرے وہ گویا شامل ہے۔ (خاموش مبلغ)

بشارت نبویؐ

ابی امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور سات مرتبہ خوشخبری اس شخص کے لئے۔ جس نے مجھے نہیں دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا (خاموش مبلغ)

ایک یادگار سفر

(از قلم محمد عثمان غنی بی اے واہ کینٹ)

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی کی چونترہ ضلع راولپنڈی میں تشریف آوری کا آنکھوں دیکھا حال

مجھے خبر ملی کہ جانشین شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی اور شیر سرحد حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی چھ اپریل بروز ہفتہ بذریعہ ریل کار لاہور سے راولپنڈی تشریف لا رہے ہیں اور ضلع راولپنڈی کے ایک قصبہ چونترہ کے پچیسویں ۲۵ سالانہ تبلیغی جلسہ میں خطاب فرما رہے ہیں۔ چھ اپریل ہفتہ کی صبح میں راولپنڈی ریلوے اسٹیشن پر پہنچ گیا۔ گیارہ بجے صبح ریل کار آئی حضرت مولانا عبید اللہ انور کی سبز چادر نظر پڑی۔ تو دل مسرت سے اچھلنے لگا۔ دوڑ کر حضرت سے معانقہ کیا۔ حضرت مجھے اسٹیشن پر دیکھ کر بہت خوش ہوئے جب ہم باہر آئے تو راولپنڈی کے احباب اور علماء و صوفیائے کرام بھی موجود تھے۔ مولانا عبد الحنان صاحب کی مسجد میں آئے۔ حضرت کو بذریعہ جیپ چونترہ روانہ ہونا تھا اس لئے ہم لوگ بذریعہ بس روانہ ہو گئے۔ چونترہ راولپنڈی سے تقریباً تیئس ۲۳ میل کے فاصلہ پر پہاڑی علاقہ میں ایک بستی ہے۔ سڑک کچی ہے اور راستہ نشیب و فراز سے پر ہے چند مقامات پر سواں نالہ میں سے بھی موٹر گذرتی ہے۔ سفر اگرچہ کافی تکلیف دہ تھا تاہم مقصد نیک تھا۔ اس لئے خوشی سے تمام سختیاں برداشت کر کے ہم لوگ عصر تک چونترہ پہنچ گئے۔ شام کا وقت تھا۔ سورج کی کرنیں چونترہ کے قرب و جوار میں سواں نالہ کے پانی پر آخری وقت میں بکھر رہی تھیں کہ جیپ آگئی۔ حضرت مولانا عبید اللہ انور شلوار کے پائنچے چڑھائے ہوئے برہنہ پا سواں نالہ سے گزر کر چونترہ کی ریتلی سرزمین پر پہنچے مسجد میں آ کر وضو کیا اور نماز مغرب ادا کی بعد ازاں مجلس ذکر منعقد ہوئی۔ حضرت نے ذکر کی برکات بتانے کے بعد طریقہ ذکر جہر ارشاد فرمایا اور پھر ذکر کرایا۔ وقت کی قلت کے باعث ذکر کے بعد دعا پر ہی مجلس برخاست ہو گئی۔ اللہ والوں کی صحبتیں برکات سے معمور ہوتی ہیں قدم قدم پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں ؎

وہ اک لمحہ جو ان کے ساتھ گذرے
نشاطِ جاوداں ہے اور کیا ہے

باوجود اپنی گوناگوں مصروفیات کے بھی ایسی ہستیوں کا چھوٹی چھوٹی بستیوں میں تشریف لے آنا علاقہ والوں کی خوش قسمتی ہے۔ عشاء کی نماز کے بعد جلسہ شروع ہوا۔ صدارت حضرت مولانا عبید اللہ انور نے فرمائی۔ مولانا عبد الستار صاحب خطیب جامع مسجد نیا محلہ راولپنڈی نے مقامی زبان میں حاضرین سے خطاب فرمایا۔ اور صحبت اہل اللہ کی تابعداری کی اہمیت بتائی۔ گرد و نواح کے دیہاتی لوگ جوق در جوق ان اللہ کے نیک بندوں کی زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے۔ مولانا غلام غوث ہزاروی کی طبیعت ناساز تھی۔ کچھ تو سفر کی تھکاوٹ تھی اور کچھ ان کو سفر حج کی تیاری کے لئے انجکشن لگوانے سے بخار بھی ہو گیا تھا۔ انہوں نے پھر بھی اللہ کی توفیق سے نہایت اعلیٰ پیرایہ میں تقریر فرمائی۔ اور تقریباً کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑا۔ مولانا ہزاروی کی تقریر ہونے پر حضرت کرسی سے اٹھ کر عوام میں بیٹھ گئے اور اپنی چادر خوب اچھی طرح چہرے پر اوڑھ لی۔ فقیروں کی جماعت کے تصدق جن میں اتنی عاجزی ہوتی ہے۔ جلسہ برخاست ہوا تو حضرت آرام گاہ میں تشریف لے گئے مگر وہاں بھی آرام نہ کیا۔ ہمارے اسباق سنتے رہے اور اللہ اللہ سکھاتے رہے۔ حضرت شیخ التفسیرؒ نے جن قلوب میں ذکر اللہ کے پودے گاڑے تھے۔ ان کی آبیاری کے لئے مالی بھی الحمد للہ نہایت موزوں چھوڑ گئے جن کو اپنے آرام کی قطعاً پرواہ نہیں ہے۔ بلکہ ہر حال میں اللہ کے دین کی خدمت کرنا ان کا شیوہ ہے۔ تقریباً تین بجے حضرت سے ہم اجازت لے کر بستر پر پہنچے اور صبح پانچ بجے پھر نماز فجر کے بعد درس قرآن حضرت نے ہی دیا۔ حضرت کی تشریف آوری سے چونترہ میں بڑی رونق تھی کافی لوگوں نے بیعت کی اور دوسرے لوگوں کے اسباق بھی سنے گئے اور نئے اسباق دیئے گئے۔ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت عطا فرمائی۔ اور اس نے بھرے مجمع میں کھڑے ہو کر اعلان کیا۔ کہ میں ایک ایسے پیر کا متبع ہوں جو طبلے اور سارنگیاں سنتا ہے۔ پھر اس نے وہ بیعت توڑ کر سلسلہ قادریہ عالیہ راشدیہ میں حضرت سے بیعت کی اس کے بعد حضرت پھر قیام گاہ میں تشریف لائے اور نواحی بستیوں سے آئے ہوئے حضرات سے سلسلہ ملاقات جاری رہا۔ چونترہ اور راولپنڈی کے درمیان صرف ایک ہی بس چلتی ہے جو علی الصبح ہی چونترہ سے پنڈی کے لئے روانہ ہو جاتی ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ جتنا وقت حضرت کی صحبت میں گزرے غنیمت ہے ؎

جو گذریں چند گھڑیاں چونترہ میں
انہیں کی یاد دل میں بس چکی ہے

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے حضرت کے لئے منتظمین نے جیپ کا بندوبست کر رکھا تھا اور زیادہ لوگوں کے لئے اس میں جگہ نہ تھی۔ چنانچہ ہم چند دوستوں نے گیارہ بجے صبح حضرت سے اجازت لی اور گاؤں کے لوگوں نے ہمیں ایک بستی لادیاں کا راستہ بتایا جہاں سے ایک اور کچی سڑک گزرتی ہے اور بسوں کی آمد و رفت ہے۔ ہم نے شلواروں کے پائنچے چڑھائے اور سواں نالہ کا کمر تک گہرا پانی گزر کر پہاڑوں کے نشیب و فراز کی پگڈنڈیوں سے ہوتے ہوئے تقریباً نو میل کا سفر پیدل کیا اور دوپہر تک موضع لادیاں پہنچ گئے وہاں ایک کمہار کے گھر سے ٹھنڈا پانی پیا اور مسجد میں نماز ظہر ادا کی اور سڑک پر آ بیٹھے۔ بس آئی مگر جگہ نہ ملی۔ ہم اور آگے چلے تو ایک گاؤں چہان آگیا۔ وہاں پر بھی انتظار کرتے رہے جو بس آتی چھت تک پر ہوتی۔ سفر کی تکالیف اگرچہ کافی زیادہ تھیں مگر جس جذبۂ عشق و محبت کے تحت یہ صعوبتیں برداشت کی جا رہی تھیں اس کی طرف خیال جاتا تو پریشانی کافور ہو جاتی اور ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے ؎

محبت میں کہیں گل ہیں کہیں کانٹے کہیں صحرا
غنی پھولوں میں رہ رہ کر بھی کانٹے مجھکو بھاتے ہیں

خدا خدا کر کے ایک بس (جو آخری تھی) وہ آئی تو اس میں جہاں بھینس کے بچھڑے اور ایک دنبہ کو جگہ ملی ہوئی تھی ہم گنہگاروں کو بھی جگہ مل گئی اور ہم عصر کے وقت پنڈی پہنچے۔ ہمارے پہنچنے سے قبل حضرت کی جیپ بھی نیا محلہ کی جامع مسجد کے سامنے کھڑی تھی۔ عصر کی جماعت ہو رہی تھی ہمیں بھی دو رکعتیں مل گئیں۔ حضرت نے نماز کے بعد دیکھا تو تبسم فرماتے ہوئے سفر کے حالات دریافت فرمائے اور سن کر تبسم فرمایا۔ حضرت نے پروگرام بتایا کہ رات کو خیبر میل سے لاہور کے لئے روانہ ہوں گے پنڈی کے حضرات نے حضرت سے نماز عشاء کے بعد درس قرآن کی فرمائش کی۔ پروگرام بن گیا۔ علمائے کرام اور عوام کو مطلع کر دیا گیا۔ نماز مغرب سے تھوڑی دیر پہلے حضرت نے راولپنڈی شہر دیکھنے کا خیال ظاہر فرمایا۔ جیپ میں بیٹھے تو مولانا عبد الستار صاحب راولپنڈی کا سیٹلائٹ ٹاؤن دکھانے کا خیال کیا۔ مگر ایک صاحب نے کہا کہ واہ کینٹ ہی کیوں نہ چلا جائے جو صرف بائیس میل ہے اور جیپ جلدی سے ہو آئے گی۔ ہم دل ہی دل میں خوش ہو رہے تھے کہ یا اللہ نہ ہمارا نام پروگرام میں تھا نہ ہی اس کا وہم و گمان تھا کہ یہ صورت نکل آئے گی۔ چنانچہ حضرت واہ کینٹ میرے غریب خانہ پر تشریف لے آئے۔ اللہ کی رحمتیں میرے غریب خانہ میں سمٹ کر آ گئیں۔ یہ ہماری بہت بڑی خوش قسمتی تھی میں ایک عرصہ سے حضرت کے لکھے ہوئے خط کو ترستا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو بنفس نفیس میرے گھر پر پہنچا دیا۔ حضرت کو میرے بچوں سے بے حد انس ہے۔ انہوں نے بچوں سے دعائیں اور دیگر کلمات سنے تو بہت خوش ہوئے اور انہوں نے بچوں کو انعامات دیئے۔ میری بیوی نے بیعت بھی کی۔ میں نے اپنے چھوٹے بچے عرفان کو حافظ قرآن بنانے کا

ارادہ ظاہر کیا تو حضرت نے دعا بھی فرمائی اور ازراہِ مذاق فرمایا کہ انعام میں جو نوٹ عرفان کو ملا ہے اس پر حافظ لکھا ہے اس لئے انشاءاللہ یہ حافظ بنے گا (نوٹوں پر حافظ عبدالمجید کے دستخط ہیں) میں اس مذاق کو بھی اللہ کے نیک بندے کے منہ سے نکلی ہوئی بات سمجھتا ہوں اور خدا کے فضل سے نیک فال تصور کرتا ہوں۔ قارئین کرام غور فرمالیں کہ عام طور پر جاہل پیر عوام کی جیبیں کاٹتے پھرتے ہیں۔ اور ان کی نظریں پلاؤ نذر دے پر ہوتی ہیں۔ مگر الحمدللہ ہمارے پیر ہمیں اللہ کا نام سکھانے کے علاوہ اپنی جیب سے انعامات عطا فرماتے ہیں۔ مختصر قیام کے بعد ہم راولپنڈی واپس چلے آئے اور حسب پروگرام حضرت نے درس قرآن دیا پھر ایک بزرگ شخصیت المعروف بہ خواجہ صاحب کے ہاں دعوت میں . . . . . . شریک ہوئے۔ یہ خواجہ صاحب حضرت شیخ التفسیرؒ کے تربیت یافتہ ہیں۔ نہایت سادہ مزاج آدمی اور سچے صوفی، نورانی چہرہ اور عجز و انکساری کی تصویر۔ دورانِ دعوت خواجہ صاحب کے بارے میں حضرت نے بتایا کہ یہ لندن میں تھے اور بالکل اپٹوڈیٹ جنٹلمین تھے۔ مگر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے رنگ میں رنگے گئے تو نقشہ ہی بدل گیا اسکے بعد خواجہ صاحب کے ایک عزیز نے ہمیں خواجہ صاحب کی ایک پرانی تصویر دکھائی۔ جس میں وہ باقاعدہ سوٹ پہنے ہوئے نکٹائی لگائے ہوئے اور کلین شیو (CLEAN SHAVE) نظر آرہے تھے مگر ان کی موجودہ ہیئت مردِ درویش کی سی تھی اللہ والوں کا رنگ چڑھا ہوا ہے

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ اس کے بعد ہم حضرت کی معیت میں ریلوے اسٹیشن پر آگئے۔ ہاں جیپ کا ڈرائیور حضرت سے بے حد متاثر ہوا۔ اور وہ پنڈی پہنچ کر حضرت سے بیعت ہوگیا۔ ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو احباب نے تقاضا کیا کہ ٹکٹ ہم خرید کردیں۔ مگر حضرت نے فرمایا کہ یہ ہمارے طریقہ کے خلاف ہے حتیٰ کہ ہم لوگوں کے لئے پلیٹ فارم کے ٹکٹ کے ۲۵ پیسے بھی حضرتؒ ہی نے ادا کئے۔ پلیٹ فارم پر حضرت بہت سی نادر باتیں بتاتے رہے جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ ہاں چند ایک باتیں تبرکاً لکھ دیتا ہوں

(۱) حضرت نے بتایا کہ میرا نام عبیداللہ انور دو برگزیدہ ہستیوں کے ناموں کا مجموعہ ہے۔ ایک حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور دوسرے علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ

(۲) حضرت نے یہ بھی بتایا کہ اماں جی قبلہ مدظلہا العالی پہلے پانچ پارے روزانہ پڑھ کر مصلّے سے اٹھا کرتی تھیں اور اب سات پارے پڑھتی ہیں۔ پیرانہ سالی کی وجہ سے ہڈیوں کا ڈھانچہ ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ کی عبادت اور ذکر اذکار میں نوجوانوں سے زیادہ مستعد ہیں

(۳) حضرت نے یہ بھی بتایا کہ مخدومنا و مرشدنا حضرت شیخ التفسیرؒ کے روحانی درجات اس حد تک بلند تھے کہ جب وہ کسی ٹرین پر سفر کر رہے ہوتے تھے اور لوگ اسٹیشن پر ان کا خیر مقدم کرنے آتے تو جس ڈبہ میں حضرتؒ تشریف فرما ہوتے۔ جب وہ ڈبہ لوگوں کے سامنے سے گزرتا تو ان دیکھے لوگوں کے قلوب جاری ہو جاتے اور لوگ جب اس ڈبہ کے پاس بھاگ کر پہنچتے تو واقعی حضرتؒ اسی ڈبہ میں سے باہر تشریف لے آتے واللہ تعالےٰ اُن کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے آمین ۔۔۔

خیبر میل دو بجے رات راولپنڈی پہنچی۔ آدھ گھنٹہ ٹھہری تو ہم نے پھر بھی حضرت کی موجودگی کا فائدہ اٹھایا وہ بھی آخری وِسل تک ہمارے ساتھ ہی رہے۔ حتیٰ کہ ڈھائی بجے گاڑی روانہ ہوگئی۔ حضرت دروازے میں کھڑے رہے۔ گاڑی خراماں خراماں راولپنڈی سے چل پڑی اور لاہور کا رخ کیا ۔۔۔ اور ہم لوگ واپس چلے آئے ۔۔۔

خدا رکھے سلامت اسے غنی یہ مردِ عالی ہے
ہمارے ہادیٔ و مرشد کے گلشن کا یہ مالی ہے

انجمن تبلیغ قرآن و سنت پشاور کا مطالبہ

پشاور بذریعہ ڈاک انجمن تبلیغ قرآن و سنت کے ہفت روزہ درس میں مولانا نور الحق نور ناظم اعلےٰ انجمن تبلیغ قرآن و سنت نے مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی ۔۔۔

انجمن تبلیغ قرآن و سنت کے زیر اہتمام مسلمانان پشاور کا یہ اجتماع اوکاڑہ کی ایک مسجد میں جو خونی ڈرامہ کھیلا گیا اُس پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ اور محسوس کرتا ہے کہ یہ فرقہ وارانہ فسادات اور آئے دن کی سر پھٹول امت کی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوگی ۔۔۔ یہ اجتماع حکومت سے پر زور الفاظ میں مطالبہ کرتا ہے کہ اس واقعہ کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائی جائے اور ان افراد کا کھوج لگا کر انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ جنہوں نے کسی نہ کسی انداز سے حملہ آوروں کی پشت پناہی کی ہو۔ خواہ وہ پولیس والے ہوں غنڈہ عناصر سے تعلق رکھتے ہوں یا نام نہاد علم کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو آپس میں دست و گریباں کرانے والے واعظین ہوں۔ اگر حکومت نے فسادی عناصر کو کچلنے اور ان منہ پھٹ قسم کے دین فروشوں کو لگام دینے کی جانب فوری توجہ نہ کی اور جب یہ دبی ہوئی چنگاریاں شعلوں کی صورت اختیار کرلیں گی۔ تو ایسے وقت میں حکومت کے لئے ان کا سدباب مشکل ہوجائے گا۔ اور مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے والوں کی ریشہ دوانیاں وہ رنگ لائیں گی، جس کے نتائج اسلام، عوام، ملک اور حکومت کے لئے یقیناً خطرناک ہونگے۔ یہ اجتماع اسلام کی سربلندی عوام کی خوشحالی اور ملک کی بقا کی عظیم بنیادوں پر حکومت سے بجا طور پر امید کرتا ہے کہ حکومت اس سلسلہ میں غیر جانبدارانہ تحقیقات کرا کر ملک میں پھیلی ہوئی بے چینی کو دور کرے گی۔ آخر میں یہ اجتماع شہداءِ خانۂ خدا کے جملہ لواحقین کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہوئے بارگاہِ ایزدی میں شہدا کی بلندیٔ درجات کے لئے دست بدعا رہے قرارداد کی متفقہ منظوری کے بعد خطیب سنہری حضرت مولانا محمد حسین صاحب نے درس قرآن حکیم ارشاد فرمایا اور مولانا محمد دین صاحب نے درس حدیث دیا۔ اجتماع مفتی سرحد مولانا عبدالقیوم صاحب پوپلزئی کی دعا پر ختم ہوا۔ آئندہ درس مسجد خواجہ معروف گنج میں ہوگا ۔۔۔

دعوتِ فکر

ہم جن چیزوں کے حصول کو مقصود زندگی بنا کر ان کے پیچھے دیوانہ وار دوڑ رہے ہیں۔ وہ ہمیں کہاں مل سکتی ہیں؟ ۔ اس سوال کا جواب اس حدیث قدسی سے ملتا ہے

میں نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں رکھ دیا ہے۔ لوگ ان کے علاوہ اور چیزوں میں ان کو تلاش کرتے ہیں
بھلا وہ کیسے پائیں گے؟

(۱) میں نے اپنی رضا کو مخالفت نفس میں رکھ دیا ہے۔ لوگ اسے موافقت نفس میں تلاش کرتے ہیں۔
بھلا وہ کیسے پائیں گے؟

(۲) میں نے آرام کو جنت میں رکھ دیا ہے۔ لوگ اسے دنیا میں تلاش کرتے ہیں
بھلا وہ کیسے پائیں گے؟

(۳) میں نے علم و حکمت کو بھوک میں رکھ دیا ہے لوگ اسے سیری میں تلاش کرتے ہیں
بھلا وہ کیسے پائیں گے؟

(۴) میں نے تونگری کو قناعت میں رکھ دیا ہے لوگ اسے مال میں تلاش کرتے ہیں
بھلا وہ کیسے پائیں گے؟

(۵) میں نے عزت کو اپنی اطاعت میں رکھ دیا ہے لوگ اُسے بادشاہوں کے دروازوں پر تلاش کرتے ہیں
بھلا وہ کیسے پائیں گے؟

خدا ہمیں زندگی کی ان اطمینان بخش راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے جن کی خود خالق کائنات نشاندہی فرما رہے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

(مرتبہ جناب محمد امین صاحب لیبورٹری جیل لاہور)

حضرت صدیق اکبرؓ کا نام عبداللہ اور کنیت ابوبکر ہے۔ اس کے علاوہ خداوند کریم نے آپ کو "ثانی اثنین" کے خطاب سے بھی نوازا ہے اور حضورؐ نے صدیق اور عتیق کے القاب عطا فرمائے ہیں ویسے بھی قرآن میں نبیؐ کے بعد صدیق کا مقام ہے۔ صدیق کے لفظی معنیٰ سچا، دیانت دار اور تصدیق کرنے والا کے ہیں اور عتیق کے معنی جس پر آگ حرام ہو یعنی بقول حضورؐ آپ پر دوزخ حرام ہے۔ آپ ہی یارِ غار کے عرف سے معروف ہیں۔ وہی غار ثور جس کی ایک رات کی خدمت کے بدلے حضرت عمرؓ نے اپنی تمام زندگی کی عبادت پیش کی ——

حضرت صدیق اکبرؓ نے تمام جنگوں بدر، اُحد، حنین اور تبوک میں شرکت فرمائی اور دوسرے صحابہ کبارؓ کی طرح پروانہ وار نثار ہوتے رہے۔ آپ ہی اولین ایمان لانے والوں میں سے ہیں آپ ہی نے اپنے مال سے مسلمان غلام چھڑا کر آزاد کئے۔ جیسے (حضرت بلالؓ) جنگ تبوک کے موقعہ پر تو آپ نے اپنا سارا اثاثہ حضورؐ کے سامنے پیش کر دیا۔

آپؓ ہی حضورؐ کی محبوب ترین زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے والد ہیں۔ آپ ہی کو عبادت میں امامت اور ریاست میں خلافت کا اعزاز حاصل ہوا آپ ہی نے خلیفۃ الرسول کہلوانا پسند کیا۔ آپؓ ہی نے اپنے ایک غریب عزیز مسطح کا وظیفہ خدائی خوشنودی کے لئے جاری فرمایا۔ حالانکہ اُس نے حضرت صدیقہؓ پر جھوٹی تہمت لگائی تھی۔ اور خداوند کریم نے حضرت عائشہؓ کی صداقت اور پاک دامنی پر آیات برأت نازل فرمائیں۔ قرآن کو ایک جگہ جمع کرنے کی سعادت بھی آپ کے حصہ میں آئی فتنہ ارتداد و زکوٰۃ کو بھی آپ کے اٹل حوصلے اور پختہ ارادہ نے دبا دیا۔ آپؓ نے ہی محکمہ فتویٰ نویسی قائم کیا —— تاکہ مفتی فتویٰ دے کر عوام کی صحیح رہنمائی کریں۔ اور معمولی تنازعات کا تصفیہ کرا دیں۔

پھر محکمہ قضا کا اجرا فرمایا۔ تاکہ قاضی سنگین کیسوں کا صحیح فیصلہ دیں اور تمام کاروائی میں قرآن وسنت کو ملاحظہ و مدِ نظر رکھیں۔ جب آپؓ خوف خدا سے ڈرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ کاش میں ایک جانور ہوتا۔ مرتا تو کوئی حساب نہ لیا جاتا۔ نیز فرماتے کہ کاش میں مٹی ہوتا یا پیدا ہی نہ ہوتا۔

وصال سے پیشتر بیت المال کے وظیفے کی ایک ایک پائی چکاتے ہیں۔ کفن دفن کی بات آتی ہے تو فرماتے ہیں۔ کہ مجھے میرے پرانے لباس کو دھو کر کفنا دیا جائے۔ مُردوں کو نئے کپڑوں کی ضرورت نہیں۔ نئے کپڑے زندہ لوگوں کے کام آئیں گے۔ سبحان اللہ۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر کمزور شرائط سے جملہ صحابہ کبارؓ تلملا اٹھے، تو آپ نے خاموشی اختیار کر کے حضور کے فرمان کی تائید کی۔ حضورؐ کے وصال پر حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ نے جب فرمایا۔ کہ جو کوئی کہے گا۔ کہ محمدؐ فوت ہو گئے ہیں اُسے قتل کر دوں گا۔ تو ایسے نازک وقت میں بھی آپ نے یعنی حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے ایمان افروز خطبے سے مسلمانوں کی ڈھارس بندھائی۔ حضور نے فرمایا ہے کہ صدیق تو مردہ بدست زندہ کے مصداق تسلیم ورضا کا مجسمہ ہیں اور حضورؐ میرے ہر فعل کو من وعن تسلیم کرتے اور اس کا مظاہرہ صلح حدیبیہ کے موقع پر کر چکے ہیں

آپ کے فیصلے

جنگ بدر کے بعد اسیرانِ جنگ کا معاملہ حضورؐ کے پیش ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ سب کی گردن مارنے کو کہتے ہیں اور مُصر ہیں کہ ہر قیدی کو اُس کا مسلمان رشتہ دار خود قتل کرے، حضرت ابوبکرؓ عرض کرتے ہیں کہ قیدیوں کو زر فدیہ لے کر آزاد کر دینا چاہیئے جناب حضورؐ حضرت صدیق اکبرؓ کے فیصلے کو قبول فرماتے ہیں اور سب قیدیوں سے فدیہ لے کر چھوڑ دیتے ہیں ——

حضرت خالدؓ کو عراق کے محاذ سے شام کی طرف بھیجا جاتا ہے تو عراق کی فتوحات رُک جاتی ہیں۔ بلکہ جنگ جسر میں مسلمانوں کو سخت نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے اور ایرانی فوج در فوج جمع ہو کر جنگ قادسیہ کی تیاری کرتے ہیں ——

اسلامی کمانڈر مثنیٰ خود مدینہ حاضر ہو کر مزید کمک کی التجا کرتے ہیں۔ اُن دنوں حضرت صدیق اکبرؓ مرض الموت میں مبتلا ہیں۔ وصال کے دن صدیق اکبرؓ حضرت عمرؓ سے فرماتے ہیں کہ آج دوشنبہ ہے اور یہی حضورؐ کے وصال کا دن ہے۔ شاید میں آج زندہ نہ رہوں۔ اس لئے اگر میں صبح مر جاؤں۔ تو شام تک اور شام کو فوت ہو جاؤں تو صبح تک عراق کی مہم پر فوج روانہ کی جائے۔ چنانچہ آپ کے فیصلہ کے مطابق حضرت عمرؓ سب سے پہلے جنگ قادسیہ کے لئے فوج روانہ کرتے ہیں۔

ایک دن حضرت ابوبکرؓ کی زوجہ محترمہ حلوہ پکاتی ہیں اور حضرت صدیق اکبرؓ کے پیش کرتی ہیں آپ دریافت فرماتے ہیں کہ کس طرح تیار ہوا۔ جواب ملتا ہے کہ روز مرہ کے راشن سے تھوڑا تھوڑا آٹا، روغن و کھجور بچا کر تیار کیا ہے —— آپؓ فرماتے ہیں کہ جس قدر کم راشن سے گزارہ ہوتا رہا ہے۔ اُسی قدر ہمیشہ کے لئے راشن کم کر دیا جائے چنانچہ بیت المال سے بچت کے برابر آئندہ راشن کم کر دیتے ہیں۔

اللہ اللہ! کس قدر صبر و قناعت ہے۔

یمامہ کی جنگ میں بہت سے حفاظ شہید ہوتے ہیں تو صحابہ کرامؓ کو خیال آتا ہے کہ قرآن کو محفوظ کیا جائے۔ کیونکہ اس سے پیشتر بعض صحابہؓ نے قرآن کاغذ، پتھر، لکڑی اور ہڈیوں پر انفرادی طور پر لکھ رکھا تھا۔ مگر باقاعدہ کتاب کی صورت میں نہ تھا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کی تحریک پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ یہ کام زید بن ثابت کے سپرد فرماتے ہیں وہ اس اہم کام کو کمال محنت و جانفشانی سے سرانجام دیتے ہیں۔ اور مختلف تحریروں سے یکجا جمع کر کے حفاظ سے مقابلہ کراتے ہیں۔ اور نہایت احتیاط سے کاغذ پر نقل کروا کر مستند نسخہ تحریر میں لاتے ہیں اور آیات اور سورتوں کی ترتیب بدستور رکھتے ہیں۔ جو حضورؐ سے چلی آتی ہے اور خداوند تعالےٰ کی فرمودہ ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت خالدؓ بن ولید محاذِ جنگ پر مسیلمہ کے سردار مجاعہ کی لڑکی سے نکاح کرتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ کو پتہ چلتا ہے۔ تو آپ لکھتے ہیں کہ بارہ سو مسلم شہیدوں کا خون ابھی خشک بھی نہیں ہوا ہے۔ اور تم فراغت سے نکاح کر رہے ہو؟

ایک اور موقعہ پر جب حضرت خالد محاذِ جنگ سے پوشیدہ طور پر حج کے لئے نکل آتے ہیں۔ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ ان کو عراق کے محاذ پر تبدیل کر دیتے ہیں۔ اور ناراضگی کا اظہار فرماتے ہیں۔ (فہم وتدبر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ —— اور پھر —— مستقل نافرمانی —— یہ محبت نہیں انکار ہے! (خاموش مبلغ)

قسط ۲

امام اعظم امام ابو حنیفہؒ اور خطیب

(رئیس المحققین حضرت مولانا سید امین الحق تیجپوری)

(۲)

اور تیسرا راوی عثمان کے استاد شیخ محبوب ابن موسیٰ اس حکایت کے مؤلف کے بارے میں ابو الدرداءؓ فرماتے ہیں، اس کی حکایات کتاب کے بغیر نہیں قبول کی جاتی ہیں اور اس سند میں محبوب بن موسیٰ کے استاد یوسف بن اسباط غافل زاہد ہے اس کو اختلاط ہوا تھا اس کی کتابیں دفن کی گئی تھیں (تانیب الخطیب ص۱۶)

اس ایک روایت کی رواۃ اور اس کے متن کو تنقید اور درایت کی کسوٹی پر پرکھ کر خطیب کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ علم روایت میں متقن اور پورا مبصر نہیں ہے۔ اور روایات کی نقل میں خطیب ایسا ثقہ نہیں ہے کہ اس نے ہر ایک روایت کو جانچا ہے اور پھر اس کو نقل کر دیا ہے

حافظ ذہبیؒ کہتے ہیں ابن طاہرؒ فرماتے ہیں میں نے ھبۃ اللہ شیرازی سے پوچھا کیا خطیب صاحب روایات کی روایت اور حفظ میں ایسے تھے جیسا کہ خطیب کا حافظ ہونا اس کی تصانیف سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو جواب میں فرمایا نہیں، ہم خطیب سے سوال کرتے تھے تو کتنے دنوں کے بعد خطیب ہمیں جواب دیتے تھے اور اگر ہم خطیب سے جواب لینے کے لئے اصرار کرتے تھے تو خطیب جلد منغوش ہو جاتے تھے (تذکرۃ الحفاظ ص۳۱۸ ج۳)

غرض یہ کہ خطیب صاحب کا علم اور حافظہ وسیع اور قوی نہیں تھا۔ کئی کئی دن طلباء کو خطیب سے اپنے سوال کے جواب کا انتظار کرنا پڑتا تھا اور طلباء کے اصرار سے گھبرا جاتے تھے اور غضبناک ہو جاتے تھے۔ خطیبؒ کی یہ روش کسی عالم کے لئے قابل پذیرائی نہیں ہے خطیب اور حنابلہ میں ہمیشہ رسہ کشی رہی ہے اور حنفی خطیب صاحب کی متعصبانہ زیادتیوں پر اغماض کرتے رہے اور ۴۵۰ھ میں جب بساسیری بغداد پر متولی ہوا اور ابا یعلی حنبلی بغداد کے قاضی تھے۔ تو خطیب صاحب بغداد سے شام کی طرف نکل گئے اور گیارہ سال کے عرصہ میں عراق کی طرف واپس نہیں لوٹے، خطیب صاحب اپنی تالیفات میں دوسرے حضرات اصل تالیف علماء کی کتابوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر اس کا ذکر نہیں کرتے ہیں۔ کہ وہ کسی دوسری تالیف سے استفادہ ہے خطیب صاحب کو اپنے مخالفین کے خلاف روایات کے ذکر کرنے میں محدثانہ اتقان اور درایت کی قطعاً عادت نہیں ہے۔ خطیب کے تعصب نے اس کو اس قدر غیر محتاط بنا دیا ہے کہ دین کے مسائل میں بھی اپنے مخالفین کو الزام دینے کے لئے اس کے تعصب نے موضوعات کی روایت کرنے پر مجبور کیا ہے

چنانچہ ابن الجوزیؒ ابی الحسین ابن طیوری سے روایت کرتے ہیں کہ تاریخ کے سوا خطیب کی اکثر کتابیں حافظ محمد بن عبداللہ ساحلی متوفی ۴۴۱ھ صوری کی کتابوں سے مستفاد ہیں ابن الجوزیؒ اپنی کتاب تحقیق میں لکھتے ہیں کہ خطیب نے قنوت کی بحث میں ایسی حدیثوں کو بھی ذکر کیا ہے۔ جن کے نقل کرنے میں خطیب نے اپنے تعصب کو ظاہر کیا ہے مثلاً دینار ابن عبداللہ عن انسؓ کی روایت کو خطیب صاحب ذکر کرتے ہیں کہ حضورؐ ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے رہے اس روایت کو نقل کرنا اور اس کے عیب اور قدح پر خاموش ہونا اور اس سے اپنے مسلک کے لئے احتجاج کرنا خطیب کی عظیم وقاحت عصبیت اور دین کی کمی ہے اس لئے کہ خطیب جانتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے ابن حبان فرماتے ہیں کہ دینار ابن عبداللہ حضرت انس کے نام سے موضوع آثار کو روایت کرتے ہیں ان روایات پر قدح کرنے کے سوا ان روایات کا ذکر کرنا حلال نہیں ہے خطیب پر اس کی روایت کرنے میں تعجب ہے اس لئے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جھوٹ کو جھوٹ جانتے ہوئے اس کو روایت کرنا دو جھوٹوں میں سے وہ ایک جھوٹا ہے۔ جن حضرات اہل علم نے بسملہ کے جہر میں اور یوم غیم کے صوم کے مسئلہ میں اور قنوت میں خطیب کی کتابوں کو اور ان حدیثوں سے خطیب کے احتجاج کو جن کو خطیب بھی جانتے ہیں کہ موضوع اور باطل ہیں پڑھا ہے۔ تو ایسے حضرات علماء کو خطیب کی عصبیت اور قلت دین کی اطلاع ہے ——— اسماعیل بن ابی الفضل فرماتے ہیں حفاظ کی جماعت میں ایسے تین حضرات ہیں جن کو میں اس لئے ناپسند کرتا ہوں کہ ان میں تعصب ہے اور انصاف کی کمی ہے۔ ان میں ایک ابو بکر خطیبؒ ہیں۔ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں خطیب باقی دو حافظوں سے تعصب میں بڑھے ہوئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ خطیب کی کتابوں میں برکت نہیں ہے اور ان کی طرف توجہ نہیں کی جاتی بسملہ کے جہر میں خطیب نے عبداللہ بن زیاد بن سمعان کی روایت کو ذکر کیا ہے امام مالکؒ فرماتے ہیں: عبداللہ ابن زیاد جھوٹا ہے اور حفص بن سلیمان کی حدیث کو بھی ذکر کیا۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں حفص متروک الحدیث ہے۔ خطیب کا تعصب حق کو چھپانے اور خلق کو اشتباہ میں ڈالنے کی حد تک پہنچا ہے۔

خطیب کی جرح و تعدیل کو قبول کرنا مناسب نہیں ہے۔ خطیب اپنے علم اور حافظہ میں بھی قابل تعریف نہیں ۔ ۔ ۔ بلکہ کئی کئی دن جواب نہیں دیتے تھے۔ خطیب کی تعصبات اور اوہام مشہور ہیں۔

(تانیب الخطیب ص۱۱)

خطیب میں تعصب کا غلبہ اور دین کی کمی ہے۔ اسی لئے دین کے مسائل میں دیدہ دانستہ موضوعات سے احتجاج کرتے ہیں اور ایسے رواۃ کی روایت کو لاتے ہیں۔ جن کو امام مالکؒ اور امام احمدؒ جیسے ائمہ علم اور ارباب بصیرت جھوٹے بتلاتے ہیں۔ اگر امام ابو حنیفہؒ کے مثالب میں جھوٹی روایتوں کے ذکر کرنے میں خطیب نے اپنے تعصب اور بے انصافی میں مبالغہ اور اضافہ کر دیا ہے تو کچھ تعجب نہیں ہے اور بقول ابن الجوزیؒ دین کے مسائل بھی تغطیۃ الحق اور تلبیس علی الخلق کی حد کو خطیب نے تعصب کو جائز رکھا ہے۔ تو ابو حنیفہؒ کے مثالب میں خطیب صاحب تعصب کی جس حد تک بھی جانا چاہتے ہیں۔ اس حد تک پہنچنے میں بھی خطیب کو دریغ نہ ہوگا۔ خطیب صاحب بساسیری کے مظالم سے دمشق کو چلے گئے تھے اور دمشق سے سوریہ کو گئے۔ سبط ابن جوزیؒ نے مرأۃ الزمان میں اور حافظ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں مکی الرملی سے دمشق سے خطیب کے نکل جانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ایک واقعہ ذکر کیا ہے جس سے خطیب کی اخلاقی دنارۃ کا شبہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالے رحم فرمائے اور ۴۶۳ھ میں خطیب نے وفات پائی ہے اور ابی الفضل ابن خیرون کو اپنے وصیت کی اور اس کے ہاتھ پر اپنی کتابیں وقف کر دیں، (تذکرۃ الحفاظ ص۳۲)

ہم خطیبؒ صاحب کے علم کی وسعت روایات ——— کی کثرت اور جلالت شان کا انکار ہرگز نہیں کرتے مگر اس تذکرہ میں اس قدر مقصود ہے کہ ملت اسلامیہ کے کبیر الشان امام ابو حنیفہؒ کے خلاف خطیب نے جس قدر نا روا الزامات کو روایت کیا ہے۔ ان روایات کو روایت کرنے میں خطیبؒ صاحب بے لوث اور پاکیزہ متقن اور معتمد نہیں ہے بلکہ ان روایات کی تنقید کی جائے گی اور رواۃ کو جانچا جائے گا۔ اور اصل حقیقت کھلنے پر ظاہر ہوگا۔ کہ تعصب کی انتہا ہے۔ کہ امام ابو حنیفہؒ کے نام اور آپ کے والد کے نام کی تشویہ میں بھی خطیب نے ہر ممکن کوشش کی ہے

خطیب تاریخ ص۲۲۵ میں کہتے ہیں ابو حنیفہؒ کا نام عتیک تھا اور آپ کے والد کا نام زوطرہ تھا ابو حنیفہؒ نے اپنا نام نعمان رکھا اور والد کا ثابت نام رکھا۔ خطیب امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے والد کے نام کو بھی ضرور مجروح کرنا چاہتے ہیں۔ تعصب ہو تو ایسا ہو۔ امام صاحب کے پوتے نے اپنا شجرہ نسب اس طرح بیان کیا ہے۔ اسماعیل بن حماد بن النعمان بن ثابت بن النعمان ابن المرزبان۔ اسماعیل کا بیان سب سے زیادہ معتبر شہادت ہے اس لئے کہ نام رکھنے کے فیصلہ

کے لئے خود اہل خاندان کی شہادت معتبر ہو سکتی ہے خطیبؒ کا بڑا تعصب ہے کہ بے اصل روایت سے اس کے خلاف لکھا ہے خطیب کی اس روایت کی سند میں ابونعیمؒ پہلا راوی ہے۔ اس کی مشہور عادت ہے کہ جھوٹی خبروں کو روایت کرتا ہے لیکن ان کے کذب پر تنبیہ نہیں کرتا ابھی حافظ ابن تیمیہؒ سے نقل کر چکا ہوں کہ ابونعیم منکرات اور موضوعات کو روایت کرتے ہیں اور ان کے کذب و اختراع کو ظاہر نہیں کرتے۔ محدثین کو اتفاق ہے کہ اس کی ایسی روایتیں قبول کرنے کے قابل نہیں ہیں ابونعیم نے تو اس سے بھی بڑھ کر غضب کیا ہے ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں امام شافعیؒ کا عراق جانا ذکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام ابو یوسف اور امام محمد نے ہارون الرشید کو امام شافعیؒ کے قتل کرنے پر مجبور کرنا چاہا تھا، حلیہ کی روایت کی سند میں احمد بن موسیٰ اور عبداللہ بن محمد البلوی مشہور جھوٹے ہیں۔ مگر ابونعیم کو اس سے کیا شوا قع کے سوء ظن کے لئے تو اس نے سامان کر دیا اہل علم کو اتفاق ہے کہ امام ابو یوسفؒ کی زندگی میں امام شافعیؒ کا عراق کی طرف جانا سراسر غلط اور بے بنیاد ہے حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں امام شافعیؒ ۱۸۰ھ سے کچھ بعد امام محمدؒ کی زندگی میں اور امام ابو یوسفؒ کی وفات کے بعد سب سے پہلے بغداد تشریف لے گئے ہیں اور دوسری مرتبہ ۱۹۰ھ کے بعد تشریف لے گئے ہیں

۱۴۳ / ج ۲ ،

حافظؒ فرماتے ہیں امام شافعیؒ کے اکثر مناظرات امام محمد اور آپ کے اصحاب کے ساتھ ہوئے ہیں امام شافعیؒ امام ابو یوسفؒ سے نہیں ملے ہیں بلکہ عراق میں امام شافعی کے تشریف لانے سے دو سال پہلے امام ابو یوسف وفات پا چکے تھے امام ابو یوسف ۱۸۳ھ میں وفات پا چکے ہیں اور امام شافعیؒ ۱۸۵ھ میں عراق تشریف لائے تھے منہاج السنۃ ص ۲۶۵ ج ۲

اور ابن عبدالبرؒ کہتے ہیں کہ ہارون الرشید کے حکم سے امام شافعیؒ تین صد قریش کے ساتھ پابہ زنجیر مکہ سے بغداد لائے گئے قریش کے ساتھ جو کچھ.... ہوا وہ ہوا امام شافعیؒ فرماتے ہیں مجھ پر امام محمدؒ نے احسان فرمایا اور امام محمدؒ کی سفارش سے میری خلاصی ہوئی ہے (کتاب الانتقاء ص ۹۸

یہ واقعہ ہے کہ امام شافعیؒ جب بغداد لائے گئے تو امام محمدؒ کی سفارش سے آپ کی خلاصی ہوئی ہے اور امام شافعیؒ جب بغداد تشریف لے گئے تو اس سے دو سال پہلے امام ابو یوسفؒ وفات پا چکے تھے۔ لیکن افسانہ نویسوں نے کیا بیان کیا اور ابونعیم اس پر تنبیہ کئے بغیر اس کو روایت کرتے ہیں۔ خطیب اگرچہ فوق کی روایت ابونعیم سے روایت کرے مگر ابونعیم کی عادت جب معلوم ہے تو اس کی روایت پر کون اعتبار کرے گا۔ جبکہ وہ واقعات کے خلاف ہے خطیب کی روایت میں دوسرا راوی ابو احمد عظریفی ہے وہ صاحب مناکیر ہے اُس نے یہ روایت کیا ہے کہ حضورؐ نے ابوجہل کو اونٹ ہدیہ بھیجا تھا۔ محدثینؒ نے اس پر انکار کیا ہے۔ تیسرا راوی خطیب کی روایت میں ساجی ہے ساجی مجہول رواۃ سے مناکیر کو روایت کرتے ہیں اور مشہور متعصب ہے خطیب صاحب جب غیر اسلامی نام سے امام صاحبؒ اور آپ کے والد کا ذکر کرنا بھی ضرور سمجھتے ہیں اور واہی تباہی روایت سے اس کی تائید چاہتے ہیں۔ تو دوسرے ابواب میں امام ابوحنیفہؒ کے خلاف خطیب سے خطیب کے تعصب نے کیا کچھ کرایا ہو گا۔ آگے تفصیل سے آپ پڑھیں گے کہ خطیب کی روایات کہاں تک قابل اعتبار ہو سکتی ہیں۔ مگر اس کے پڑھنے سے پہلے خطیب کی اس معذرت کو پڑھ لیجئے جس کو امام صاحبؒ کے مثالب شروع کرنے سے پہلے خطیب نے کی ہے خطیب کے اس اعتذار سے بھی ان روایات کی روایت میں خطیب کی نیت پر روشنی پڑتی ہے۔

خطیبؒ صاحب کا اعتذار

خطیب صاحب نے اپنی تاریخ میں پورے ایک سو صفحہ پر امام ابوحنیفہؒ کا ترجمہ لکھا ہے اور ص ۳۲۳ سے لے کر ص ۳۶۹ امام ابوحنیفہ کے مناقب اور اوصاف کو بیان فرمایا ہے۔ اور پھر مناقب سے مطاعن کا رُخ کیا ہے اور اس کی ابتدا میں خطیب نے ذیل کی معذرت لکھی ہے (حدیث کے نقل کرنے والوں کے پاس ائمہ متقدمین اور مذکورہ ائمہ میں سے بعض کے پاس ابوحنیفہ کے بارے میں مذکورہ مناقب کے خلاف کچھ اقوال محفوظ ہیں اور ان امورِ شنیعہ کی وجہ سے جو ان کے پاس امام ابوحنیفہؒ کے خلاف موجود ہیں انہوں نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں بہت کلام کیا ہے اور ان امور شنیعہ میں بعض ایسے ہیں جو عقائد کے متعلق ہیں اور بعض ایسے ہیں جو مسائل کے متعلق ہیں۔ ہم اللہ کی مشیت سے اُس کا ذکر کریں گے اور جو حضرات ان اقوال کو پڑھ لیں اور ان کا پڑھنا اور سننا پسند نہ کریں ہم ان سے معذرت کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ابوحنیفہ جلالت قدر کے باوجود بھی دوسرے ایسے علماء کا نمونہ ہیں جن کا ذکر ہم نے اس کتاب میں کیا ہے۔ اور ان کے اخبار کو لکھا ہے اور ان میں لوگوں کے متبائن مخالف اور موافق دونوں..... قسم کے اقوال کو نقل کر دیا ہے)، خطیب صاحب اس معذرت میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ بھی جن علماء کا ذکر خطیب نے اس تاریخ میں کیا ہے اور ان کے بارے میں لوگوں کے مخالف اور موافق اقوال تھے خطیب نے ان کو ذکر کیا ہے اسی طرح ان علماء کی طرح امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں لوگوں کے مخالف اور موافق اقوال ہیں اور خطیب صاحب دوسرے علماء کی طرح امام صاحب کے مخالف اقوال بھی ذکر کرنا چاہتے ہیں اس لئے کہ خطیب صاحب اس کتاب میں مؤرخ ہے اور مؤرخ کی یہ شان ہوتی ہے اور نیز یہ کہ امام صاحب کے مخالف اقوال میں بعض اقوال امام صاحب کے عقائد کے متعلق ہیں اور بعض اقوال امام صاحب کے مسائل کے متعلق ہیں اور نیز یہ کہ خطیب صاحب امام صاحب کی جلالت قدر کا اعتراف کرتے ہیں اور امام صاحب سے عقیدت رکھتے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ امام صاحبؒ کے مخالف اقوال کا خطیبؒ پر کچھ بھی بُرا اثر نہیں پڑا ہے ورنہ خطیب صاحب کو امام صاحب کی جلالت قدر کا اعتراف کیوں ہوتا اور عقیدت کیونکر ہوتی اور خطیب کو عذر کرنے کی مجبوری کیا ہوتی اس لئے کہ جب خطیب صاحب کے پاس امام صاحب کے عقائد اور مسائل کے مخالف علماء کے ایسے اقوال ہیں جن پر خطیب صاحب کو اعتماد ہے کہ وہ صحیح اقوال ہیں اور خطیبؒ ان کو تسلیم کرتے ہیں تو امام صاحبؒ کی جلالت قدر اور خطیب کی عقیدت کے کچھ معنے نہیں ہے۔ غرض یہ کہ خطیب صاحب امام صاحب کے مخالف اقوال کو خواہ عقائد کے متعلق ہیں یا مسائل کے متعلق ہیں صحیح تسلیم نہیں کرتے ہیں لیکن حسب عادت ایک مؤرخ کی حیثیت سے ان کو نقل کر دیا ہے

اِمام ابوحنیفہؒ اور دوسرے اہل علم

ائمہ متقدمین میں صرف امام ابوحنیفہؒ ایسے نہیں ہیں جن کے خلاف آپ کے عصر میں اور بعد کے زمانہ میں دوسرے ائمہ نے کچھ کہا ہے بلکہ امام ابوحنیفہ کی طرح دوسرے ائمہ متقدمین کے بارے میں ان کے ہمعصروں اور مابعد کے علماء نے ان کے خلاف باتیں کی ہیں لیکن اہل علم نے ان حضرات ائمہ کے خلاف مخالفین کی باتوں کا کیا اثر لیا ہے اور ان مخالفانہ اقوال ... میں ان کا عندیہ کیا ہے حافظ سخاویؒ کے ذیل کے بیان میں آپ اس کو سمجھ لیجئے —

ائمہ متقدمین میں مناظرات اور مباحثات کے دوران میں جو کلمات ایک دوسرے کے خلاف ان کی زبان سے نکلے ہیں ان کے ایسے معانی سمجھنے چاہیئے جیسا کہ صحابہ کے مشاجرات میں معانی سمجھے گئے ہیں جو ان کی شان اور عظمت کے منافی نہ ہوں اور جو ابوالشیخ نے کتاب السنۃ میں بعض ائمہ مقلدین متبوعین کے بارے میں کلام کیا ہے اور ابن عدیؒ نے کامل میں اور خطیب نے بغداد کی تاریخ میں اور دوسروں نے ان سے پہلے ابن ابی شیبہ بخاری نسائی نے کچھ کہا اور لکھا ہے وہ ایسی باتیں ہیں جن سے میں ان ائمہ کو پاک سمجھتا ہوں وہ حضرات ائمہ مجتہدین تھے ان کے مقاصد نیک تھے —— ان مذکورہ بزرگوں کے کلام کرنے کا ان حضرات ائمہ کے بارے میں اتباع اور پیروی کرنے سے اجتناب اور احتراز کرنا ضروری ہے۔ الاعلان بالتوبیخ عن ذم التاریخ ص ۶۵

باقی آئندہ

حرمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں

(محمد ثانی حسنی)

اینجا بیا کہ مہبطِ انوارِ ایزدی است
اینجا بیا کہ مشرقِ نورِ محمدی است

بابِ جبریل سے عاشقانِ مصطفٰے اپنے دلوں کو تھامے، سروں کو جھکائے اشکبار آنکھوں سے گرتے پڑتے کیف و سرور کے ساتھ دربارِ رسالت میں حاضری دے رہے ہیں، سب کی زبانوں پر درود و سلام جاری اور دلوں پر ہیبت طاری ہے۔ ہر ایک دم بخود ہے، مجال نہیں کہ نظر اُٹھے اور اِدھر اُدھر بھٹکتی پھرے ؎

اے جان بلب آمدہ ہشیار خبردار
وہ سامنے ہیں حضرت سلطانِ مدینہ

دائیں طرف جنگلہ سے گھرا ایک چوکور بلند چبوترہ بنا ہے، اس پر خدام حرم نبوی (اغوات)، لانبے لانبے کرتے پہنے بڑی بڑی تسبیحیں لئے بیٹھے ہیں، قریب ہی ایک خوش الحان مصری قاری مست کر دینے والی آواز سے تلاوت قرآن پاک کر رہا ہے، جو اِدھر سے گزرتا ہے وہ اپنے کو مجبور پاتا ہے کہ ذرا دیر ٹھہر کر ادب و توقیر سے قرآن کی چند آیات سُنے آگے بڑھے۔

ہر طرف ایک سکوت سا طاری ہے، اگر آواز ہے تو ذکر و تلاوت کی آواز ہے یا درود و سلام کی بھنبھناہٹ جو بھی آتا ہے روضۂ جنت میں چلا آتا ہے، وہ روضۂ جنت جس کے متعلق حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

ما بین منبری و بیتی روضۃ من ریاض الجنۃ، میرے منبر اور میرے گھر کا درمیانی حصہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے پھر کون ہے جو اس پیارے باغیچہ کی سیر نہ کرے اور عبادت خداوندی میں تھوڑا بہت وقت گزار کر جنت میں اپنے قیام کی ضمانت نہ حاصل کرے۔ چھوٹا بڑا، مرد و عورت، امیر و غریب، توانا اور مجبور، ہر ایک کو دیکھئے محرابوں میں ستونوں کے درمیان، دائیں بائیں آگے پیچھے عبادت و ریاضت، ذکر و تلاوت میں مشغول ہے۔ اور اس جذب و کیف کے ساتھ مشغول ہے کہ جیسے وہ دو عالم کی قید سے آزاد ہو کر کسی اور عالم کی سیر کر رہا ہو ؎

آزاد ہو رہا ہوں دو عالم کی قید سے
ملنا لگا ہے جب سے مجھ بے نوا کے ہاتھ

محرابِ نبوی کا تو یہ حال ہے کہ اس تک پہنچنا محال نہیں تو مشکل ضرور ہے، ایک لانبی لائن اس میں درجنوں آدمی آگے پیچھے لگے، سکون و وقار سے کھڑے آگے والے آدمی کے فارغ ہونے کے انتظار میں، وہ فارغ ہوا تو دوسرا آگے بڑھا، اُس نے دو رکعت پڑھ کر فراغت حاصل کی تو تیسرا چلا، صبح سے شام تک یہی سلسلہ چلتا رہتا ہے، کتنی مبارک، کتنی مقدس اور کتنی پیاری جگہ ہے یہ جہاں ساری عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازیں ادا کرتے رہے، جہاں آپ کے قدم مبارک رہتے تھے وہاں آج ہماری اپنی سجدہ گاہ ہے

ادب و لحاظ اتنا کہ حجرۂ نبوی کی طرف نظر بھر کر دیکھنا مشکل، مگر صبر و قرار کی اتنی کمی کہ نظر چُرا چُرا کر دیکھنے پر ہر ایک مجبور، ہر ایک محبت و عشق میں چور اور انتہائی جذب و کیف سے مخمور آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا آگے چل رہا ہے، کوئی بے اختیار رونے لگتا ہے کوئی اُترے ہوئے چہرے، پتھرائی ہوئی آنکھ سے لرزتا سمٹتا چلا جا رہا ہے مگر دل ہے کہ جذبات سے امڈا آ رہا ہے، آنکھیں تو خشک ہیں مگر جذبات کی طغیانی دل کو کہیں سے کہیں بہائے لے جا رہی ہے ؎

محبت میں اک ایسا وقت بھی دل پر گزرتا ہے
کہ آنسو خشک ہو جاتے ہیں طغیانی نہیں جاتی

آنکھوں کو بھی ناز ہے اور دل کو بھی فخر، جسم کو بھی اپنے اوپر رشک آ رہا ہے کہ بایں کم نگاہی و بے بضاعتی ایسے دربارِ عالی میں پہنچنا ہوا جس کا خیال و تصور بھی دنیا کی ساری نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل
نسیمِ صبح تیری مہربانی

رشک آئے تو کیوں نہ آئے، ناز ہو تو کیوں نہ ہو، فخر محسوس ہو تو کیوں نہ ہو کہ جیتے جی ان آنکھوں اور دل کو یہ دولت نصیب ہو رہی ہے ؎

نازم بچشمِ خود کہ جمالِ تو دیدہ است
افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است

مواجہ شریف کے سامنے

یار کا پاس ادب اور دل ناشاد رہے
نالہ تھمتا ہوا رکتی ہوئی فریاد رہے

لیجئے ایسے دربار میں رسائی ہو ہی گئی، جہاں بڑے سے بڑے بزرگ، بادشاہ بھی آتے تھے تو لرزتے کانپتے آتے تھے، وہ سلاطین عثمان جن کا سکہ یورپ تک سارے جہاں پر بیٹھا ہوا تھا وہ بھی اس در کی حاضری پر لرزہ براندام ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے، وہ دربار جہاں عشق و محبت بھی اپنا کام تمام کر چکے ہیں جہاں نظریں ٹھہر نہیں سکتیں، جہاں دل اپنے قابو میں نہیں رہ پاتا، وہ آج ہماری نگاہوں کے سامنے ہے، مبارک ہو اور صد بار مبارک ہو ؎

لے ہی پہنچی بے خودیٔ شوق بزمِ یار تک
گو مجھے ایک اک قدم ایک ایک منزل ہو گیا

یہ مواجہ شریف ہے، ہم سے آپ سے کتنا قریب دل بے تاب ہے اور آنکھیں اشکبار، جسم لرزہ براندام دل جذبات سے بھرپور، وفود کے وفود، جماعتوں کی جماعتیں، افراد کے افراد، ایک ملک کے نہیں سیکڑوں ملکوں کے دھڑکتے ہوئے دلوں سے حاضر ہیں اور درود و سلام کے تحفے پیش کر رہے ہیں، پروانوں کی طرح نثار ہو رہے ہیں ؎

اٹھنے کو ہے ان کی نظر ہونے کو ہے وہ آنکھ تر
ہاں تیز کر دے بے خبر سازِ نہانِ عاشقی!

یہ ذات گرامی جس کی خدمت عالی میں یہ گنہگار خدام حاضر ہیں اور دنیا کے دور دراز مقامات سے گرتے پڑتے انتہائی ذوق و شوق سے سمٹ سمٹا کر آئے ہیں وہ ایک نہیں دو نہیں سیکڑوں کی کیا بات، دنیا کی ساری آبادی از شرق تا غرب، آج ہی نہیں قیامت کے دن تک آنے والی نسلوں تک محسن اعظم اور اندھیری رات کا بدر کامل ہے

ذرہ ذرہ عالمِ ہستی کا روشن ہو گیا
اللہ اللہ! شوکت و شانِ جمالِ مصطفٰے!

آپ کی عزت عالی پر ساری عزتیں قربان، آپ کے صرف ایک اشارہ پر ساری زندگیاں نثار، آپ کا نامِ نامی ہی ایسا ہے ؎

ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب!
ہنوز نامِ تو گفتن کمالِ بے ادبی است

ہر شخص مبہوت بنا کھڑا ہے، نہ دل قابو میں ہے نہ زبان نہ آنکھیں تھمتی ہیں نہ دل ٹھہرتا ہے، کسی کو اگر شمع پر فدا ہوتا دیکھنا ہو۔ تو یہاں آ کر دیکھے وہ کیا دیکھے گا خود آ کر اپنا دل دیدے گا، خود پروانہ وار نثار ہو گا ؎

کیفِ نگاہِ ساقیٔ کوثر نہ پوچھئے
آیا جو سامنے وہی مخمور ہو گیا

ایک بار نہیں سو بار فدا ہو گا۔ اور کس کس ادا پر فدا ہو گا، یہ وہ خود نہیں بتا سکتا، ایک ادا ہو تو کہا جائے، یہاں تو سراپا حُسن و جمال اور بے مثال محبوبیت پائی جاتی ہے ؎

حُسنِ یوسف، دمِ عیسٰی یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

پھر ایسی ذات عالی پر جس کے اخلاق و شمائل پر دنیا انگشت بدنداں اور جس کے حُسن و جمال پر بدر کامل بھی شرم سے پانی پانی ہو، کیسے نہ فدا ہوا جائے اور کس کس ادا کو گنا جائے، وہ تو سراپا حسن و جمال ہے ؎

کس ادا پر جان دوں تو ہی بتا اے چشمِ یار
جس ادا کو دیکھتا ہوں حُسن کی تصویر ہے

باقی ص ۱۸

نجات کا بہترین ذریعہ

(ڈاکٹر محمد نصیم الدین فاروقی)

اسلام ایک فطری مذہب ہے اور انسان کی فطرت کے عین مطابق ہے۔ اسلام اپنے منتبین کو صرف عبادات و ریاضت ہی کی تعلیم نہیں دیتا۔ بلکہ وہ ان کے اخلاق کو بھی درست کر دینا چاہتا ہے۔ اس ضمن میں کثرت سے احادیث وارد ہیں چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سختی کے ساتھ ہدایت فرمائی ہے کہ وہ اپنی زبان کو قابو میں رکھیں۔ ترمذی شریف کی ایک حدیث ہے:۔

"ایک صحابی روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم نجات کا ذریعہ کیا ہے آپ نے فرمایا۔ اپنی زبان کو بند رکھو۔ زیادہ تر اپنے گھروں میں قیام کرو۔ اپنے گناہوں پر رویا کرو"

یعنی انسان کی نجات کا ذریعہ یہ ہے کہ وہ اپنے اخلاق کی اصلاح کرے اپنی زبان کو بے جا کلام بیہودہ بکواس، گالی گلوچ، چغلی، غیبت، کسی کی دل آزاری وغیرہ سے بچائے۔ اور بے ضرورت گھر سے نکل کر آوارہ گردی نہ کرتا پھرے۔ کیونکہ جب آدمی بلا مقصد گھر سے باہر جائے گا۔ اور ادھر ادھر پھریگا تو شیطان کسی نہ کسی طرح اپنے پھندے میں پھنسا لے گا۔ اور انسان کسی نہ کسی گناہ کا مرتکب ضرور ہو جائے گا۔ بازار تو اللہ تعالٰے کے یہاں بدترین جگہیں ہیں۔ مثلاً کسی نامحرم عورت پر نظر پڑ گئی کسی سے جھگڑا ہو گیا کہیں جھوٹ بولنا پڑ گیا۔ یا کہیں بیہودہ اور لایعنی باتیں ہو رہی تھیں وہاں ٹھہر گئے۔ یا کہیں باتوں باتوں میں کسی کی چغلی یا غیبت کرنے کی نوبت آگئی۔ ضرورت کے لئے بازار جانا بری بات نہیں ہے۔ انسان اگر فضول پھرنے کی بجائے اپنے گھر میں رہے گا تو بہت سے گناہوں سے بچے گا۔ اور اگر اسے ذکر اللہ سے لگاؤ ہے تو ذکر الٰہی میں شاغل رہ کر اپنا وقت یاد الٰہی میں گزارے گا۔ اور اپنے لئے بہترین زاد آخرت تیار کرلے گا۔

اور کسی وقت بیٹھ کر اپنے گناہوں کا محاسبہ کیا کرو۔ اور دیکھا کرو کہ آج ہم کتنے گناہوں کے مرتکب ہوئے۔ ان کا احساس کیا کرو۔ اللہ کے حضور اپنے گناہوں پر نادم ہوا کرو۔ اور اللہ قہار کے خوف کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اللہ تعالٰے کے عذابوں اور قیامت کے دن کی پکڑ دھکڑ کا یقین کرتے ہوئے گڑگڑا کر اور رو رو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگا کرو۔ توبہ و استغفار کیا کرو۔

اس فرمان نبوی میں اصلاح اخلاق کے لئے صرف چند باتیں بتائی گئی ہیں۔ اگر کوئی انسان محض اس ایک حدیث پر ہی عمل کرلے۔ تو وہ اعلٰے قسم کا انسان بن سکتا ہے۔ اور یہ چند باتیں اس کی نجات کے لئے بہترین ذریعہ ثابت ہو سکتی ہیں۔

اللہ تعالٰے ہر انسان کو عمل کی توفیق نصیب فرماوے آمین! یا الٰہ العالمین!

بقیہ
حرم نبوی میں

یہ رفعت و بلندی، یہ حسن و جمال، یہ جذب و کشش، یہ نور مجسم، یہ پیکر سراپا نور الیا ہے۔ کہ ہزار بار فدا ہوا جائے، صدقہ ہوں اور ہزار بار صدقہ ہوں، دل و جان صدقہ ہوں، جسم و روح صدقہ ہوں دیدہ و دل صدقہ ہوں۔

احمد مرسل، فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
مظہر اول مرسل خاتم صلی اللہ علیہ وسلم
جسم مزکی روح مصور، قلب مجلی، نور مقطر!
حسن سراپا خیر مجسم صلی اللہ علیہ وسلم
علم لدنی شان کریمی خلق خلیلی شان رحیمی
زہد مسیحا عفت مریم صلی اللہ علیہ وسلم
صدر ارحم سلطان مدینہ وہ جسکے کف پا کا پسینہ
گل کدۂ فردوس کی شبنم صلے اللہ علیہ وسلم

بچوں کا صفحہ

حج

جناب غازی خدا بخش صاحب لاہور

(قسط ۶)

بیٹا :- ابا جی ! یہ احرام کیوں باندھتے ہیں ؟

باپ :- بیٹا ! جس طرح تم نماز سے پہلے تکبیر تحریمہ یعنی نماز کی نیت باندھتے ہو اسی طرح احرام بھی گویا حج کی نیت کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے عمل کا خلوص اور اس کی عزت ، تعظیم اور حرمت کی ظاہری صورت ظاہر ہوتی ہے۔ اور ایک ظاہری عمل سے ضبط عمل اور ارادے اور عزم کی پختگی کا اظہار یعنی ظاہر کرنا ہوتا ہے دوسرے وطن اور قیامگاہ چھوڑنے رات دن کی بعض الفت و محبت کی باتوں سے پرہیز کرنے ، خوبصورتی اور آراستگی کے سامان سے بچنے کی وجہ سے نفس کے اندر بارگاہِ الٰہی میں عاجزی ، ڈر اور خوف جسے خشوع و خضوع کہتے ہیں تذلل ، خواری اور خاکساری پیدا ہو جاتی ہے۔

شریعت نے ان چیزوں سے بچنے کا حکم اس لئے دیا ہے کہ عاجزی اور خاکساری اور آراستگی کی چیزیں چھوڑنے خستہ حالی ، پراگندہ بالی اور خوفِ الٰہی اور عزمت و حرمت ، ارادے کی پختگی اور تعظیم و عزت کا پوری طرح اظہار ہو جائے۔ نفس قابو میں رہے اور خواہشات کے پیچھے مطلق العنان اور آزاد نہ ہونے پائے۔

شکار کی ممانعت۔ شکار ایک قسم کا کھیل کود اور لہو و لعب ہے نفس کو آزادی کے میدان میں مطلق العنان چھوڑ دینے کے معنی ہیں۔ اس لئے شریعت نے اس کی ممانعت کر دی شکار کا لہو و لعب ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے "جس نے شکار کا پیچھا کیا وہ لہو میں پڑ گیا"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ احرام باندھنے والا کیسے کپڑے پہنے ؟ تو آپؐ نے فرمایا "احرام کی حالت میں تم قمیض نہ پہنو پگڑی نہ باندھو ، پاجامے اور بارانی اور موزے نہ پہنو"۔

ایک بدوی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جو خوشبو پہلے سے تمہارے ساتھ لگی ہو اسے تین مرتبہ دھو ڈالو اور جُبّہ ہو تو اتار ڈالو"۔

سیئے ہوئے اور بے سیئے ہوئے کپڑوں میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ سیئے ہوئے کپڑے پہننا ایک قسم کی تعیش اور تجمل ، زینت اور آرائش ہے اور بے سیئے کپڑے پہننا صرف ستر پوشی ہے۔ پہلی قسم کا لباس ترک کر دینا بارگاہِ خداوندی میں تواضع و انکساری ہے اور دوسری قسم کا لباس ترک کر دینا سوءِ ادب ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "محرم (احرام باندھنے والا آدمی) نکاح نہ کرے نہ دوسرے کا نکاح کرائے نہ نکاح کا پیغام دے"۔

ضروری تھا کہ شکار کے متعلق ضابطہ اور قانون بنا دیا جاتا چنانچہ انسان عموماً جن جانوروں کا شکار کرتا ہے وہ دو قسم کے ہوتے ہیں کبھی وہ کھانے کے ارادے سے شکار کرتا ہے اور کبھی صرف شکار کی مشق اور شوق شکار پورا کرنا مقصود ہوتا ہے اور کبھی اس لئے شکار کرتا ہے کہ جانور کے شر اور حملے سے اپنے کو یا دوسرے انسانوں کو بچائے اور کبھی وہ چوپائے گائے ، بکری ، دنبہ ، مینڈھا وغیرہ بھی ذبح کرتا ہے لہذا اس بات کی تعیین ضروری تھی کہ ان میں سے شکار کسے کہنا چاہیے ؟ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ چیزوں کو حرم اور حالت احرام میں مار ڈالنا کوئی گناہ نہیں ہے چوہا ، کوا ، چیل ، بچھو ، دیوانہ کتا اور موذی (ایذا دینے والا) جانور جو اس پر یا اس کے مال پر حملہ کرے اور نقصان پہنچائے ان کے قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں"۔

اور یہ اس لئے کہ عرف و عادت میں اس قسم کے جانوروں کو مارنا شکار نہیں کہا جاتا۔ اسی طرح گائے ، بکری مرغی اور اس قسم کے جانوروں کو جن کی پرورش گھروں میں ہوا کرتی ہے عام رواج میں شکار نہیں کہا جاتا۔ ان کے علاوہ دوسری قسم کے جو جانور ہیں ان پر شکار کا اطلاق ہوا کرتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھنے کے میقات کی تعیین اس طرح فرمائی۔ مدینہ والوں کے لئے "ذوالحلیفہ" شام والوں کے لئے "جحفہ" نجد والوں کے لئے "قرن المنازل" اور یمن والوں کے لئے "یلملم" (کراچی سے جانے والوں کے لئے بھی یلملم ہے) یہ مواقیت اور حدود ان لوگوں کے حق میں بھی ہیں جو حج اور عمرہ کی نیت کر کے یہاں سے گذریں اور جو لوگ ان مواقیت اور حدود کے اندر رہتے ہیں انہیں اپنی اپنی سکونت کی جگہ سے احرام باندھنا چاہیئے چنانچہ "مکے" والے مکہ ہی سے احرام باندھیں۔

شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں "مواقیت ور حدود کے بارے میں اصل الاصول یہ ہے کہ "مکہ" میں اس حالت میں پہنچنا چاہیئے کہ سر مٹی اور خاک سے اٹا ہوا ہو ، جسم سے بدبو آ رہی ہو اور نفس خواہشات سے خالی ہو۔ یہ امور اور باتیں اس سفر میں عین مطلوب ہیں" اور ظاہر ہے کہ اگر انسان کو اپنے شہر اور آبادی سے احرام باندھنے کی تکلیف دی جاتی تو یہ ایک سخت کھلی ہوئی تکلیف اور مشقت تھی۔

(باقی باقی)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/ب موٴرخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ موٴرخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

ایڈیٹر۔ ڈاکٹر مناظر حسین نظر

قرآن عزیز

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

بہ تحشیۂ جدیدہ

رنگین   دیدہ زیب

عکسی طباعت سے مزین

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

هدیہ

مجلد قسم اول	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
۲۰/- روپے	۱۲/- روپے	۹/- روپے

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔

فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔

وی۔ پی نہ بھیجا جائے گا۔

تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

المعلن ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

قرآن مجید (سندھی ترجمہ)

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا و سیدنا تاج محمود امروٹی نور اللہ مرقدہٗ

شائع ہو گیا ہے

ہدیہ فی جلد سات روپے ڈاک خرچ دو روپے کُل نو روپے۔ پیشگی بھیج کر طلب کریں۔

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا